بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریک تبلیغ
کا
خلاصہ

دین کے فروغ کے لئے جان دینے کے شوق کو زندہ کرنا اور جان کو بے قیمت کر دینا ہماری تحریک کا خلاصہ ہے!

مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
بانی تحریک تبلیغ

۵ ذیقعد ۹۶ھ
۲۹ اکتوبر ۷۶ء

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی سزا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی۔ سوائے اس کے جس نے سرکشی کی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ سرکشی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور میری نافرمانی سرکشی ہے۔

حضرت نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ یہ ساری کی ساری جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے نافرمانی اور سرکشی کی۔ صحابہؓ نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون ہیں جنہوں نے نافرمانی اور سرکشی کی۔ آپؐ نے جواب میں فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میری اطاعت نہ کی اور میرے احکام کو ٹھکرا دیا۔

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ میں دنیا میں لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے مختلف اوقات میں مختلف مقامات میں انبیاءؑ بھیجوں گا۔ چنانچہ جوں جوں انسانی نسل کرۂ ارضی پر پھیلتی گئی اللہ تعالےٰ خاص خاص مقامات پر خاص گمراہ قوموں کی طرف اپنے برگزیدہ نبی بھیجتا رہا۔ جو اللہ تعالیٰ کی تعلیمات اور احکام ان لوگوں کو بتاتے اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتے رہے۔ اس نبوت اور ہدایت کی حیثیت مقامی اور وقتی ہی ہوتی تھی۔

آخر ایک وقت ایسا بھی آیا۔ جب اللہ تعالےٰ نے دنیا کے کل انسانوں کو قیامت تک ہدایت دینے کے لیے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ جن کا خطاب تمام دنیا کے اس وقت کے اور قیامت تک کے آنے والے لوگوں کی جانب تھا وہ اللہ تعالےٰ کا پیغام سناتے رہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اس کے احکام اور اس کی ہدایات ہم تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت پہنچی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اس کی صفات پہچاننے کے لیے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہوگا۔ اگر آپؐ کی صداقت پر ایمان نہ رکھیں۔ آپ کی سنن کو اپنے اوپر واجب نہ کریں تو اللہ تعالےٰ کی پوری پوری اطاعت کیسے کر سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اطاعت اور فرمانبرداری کریں۔

قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا آخری کلام ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں۔ آپؐ پر رسالت و نبوت ختم ہو گئی ہے۔ اور آپؐ کی امت بھی آخری امت ہے۔ اب دنیا کا جو شخص بھی ختم المرسلینؐ پر ایمان لائے گا اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری اپنے اوپر واجب کرے گا وہ دنیا و آخرت میں کامیابی و نجات پائے گا اور جو کوئی خاتم النبیین پر ایمان نہ لائے گا اور ان کی اتباع سے گریز کرے گا اس کا شمار نافرمانوں اور سرکشوں میں ہوگا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کر کے انسان کے لیے فلاح و کامرانی حاصل کرنا ہرگز ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات اور اپنے حبیبؐ کی سنت پر چلنے کی توفیق

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

ضیائے حرم لاہور کی حالیہ اشاعت میں اس کے فاضل مدیر کی طرف سے ابتدائیہ کے طور پر خادم الحرمین جناب شاہ خالد کے نام ایک اہم مراسلہ شائع ہوا ہے جو اصل میں عربی میں ہے اور خود مدیر کے قلم سے ہی اس کا ترجمہ بھی ساتھ شامل ہے۔ اس اہم مراسلہ میں مدیر صاحب نے جو "سجادہ نشین" "ممبر رویت ہلال کمیٹی" اور "ازھری" وغیرہ کئی حیثیتوں سے معروف ہیں۔ اپنے مخصوص انداز میں اپنی جماعت اور مکتب فکر کی سوچ سے ہٹ کر شاہ خالد کے خاندان کی حکومت کو قدرت کا پر حکمت فیصلہ قرار دیا۔ اور بالخصوص مرحوم شاہ فیصل کے متعلق بڑے بلند خیالات کا اظہار کیا۔

پھر شاہ خالد کے بطور جانشین شاہ فیصل کام کرنے پر بڑی مسرت کا اظہار کیا ہے اور ان کے لیے روایتی طور پر لمبی چوڑی دعائیں کی گئی ہیں۔

ان قلبی جذبات کے اظہار کے بعد "شاہ کے حضور" ایک شکایت پیش کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اس کا ازالہ ہو جائے۔ یہ لمبی چوڑی شکایت جو مدیر ضیائے حرم نے انتہائی مرصع الفاظ میں مرتب کرکے پیش کی ہے، اس کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ "حرمین شریفین کی عطر بیز فضاؤں میں جانے والے حجاج اس مسئلہ کو بڑی شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ بعض مبلغین و واعظین وہاں منبروں پر چڑھ کر ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے اہل ایمان کے دل چھلنی ہوتے ہیں۔"

جہاں تک کسی بھی مسلمان کے دل دکھانے کا تعلق ہے ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ کوئی مستحسن فعل نہیں بلکہ قرآن وسنت کے واضح ارشادات کی روشنی میں انتہائی گھناؤنا اور مذموم فعل ہے۔ اور پھر جب اس قسم کی حرکت حرمین جیسے مقدس مقامات پر ہو تو ان مقامات کی تقدیس کے پیش نظر اس کی شناعت وقباحت کا زیادہ ہونا لازمی ہے۔

لیکن ہم مدیر ضیائے حرم سے ایک بات عرض کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ نے خوبصورت الفاظ کی مینا کاری کا جو جال بنا ہے

اس کی آخر آپ کو کیا ضرورت تھی؟ آپ ان عناصر اور افراد کے نام اور کام وضاحت و صراحت کے ساتھ ایک درخواست کی صورت میں مرتب کر کے شاہ خالد کو ارسال کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کی شکایات اگر حق بجانب ہوئیں تو شاہ اپنی اور اپنے خاندان کی احسن روایات کے پیش نظر نہ صرف ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے بلکہ ان کے ازالہ کی بھی پوری کوشش کر کے آپ اور آپ کے ہمنواؤں کو مطمئن کریں گے۔

لیکن اگر اس "اہم مراسلہ" کی آڑ میں محض اپنے مظلوم مخالفین کے خلاف کوئی گراؤنڈ طیار کرنے کی کوشش کی ہے تو پھر آپ کو یقین رکھنا چاہیے کہ آپ کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا اور حرمین کی مقدس سرزمین کا محافظ حقیقی اپنے دین کے مخلص اور سچے خادموں کی خود بخود حفاظت فرمائے گا کیونکہ اس کا وعدہ ہے وکان حقاً علینا نصر المومنین۔

آپ نے بڑی معصومیت کے ساتھ اپنی پوزیشن کو بچا بچا کر قلم اٹھایا ہے اور اس ساری داستان کو ایک دکھی اور پریشان دل کا درد بتلایا ہے لیکن آپ اور آپ کی جماعت ایک عرصہ سے جو کچھ کر رہی ہے اس سے آپ جیسا "باخبر" انسان ناواقف نہیں ہوگا۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ وہ مجاہدین اسلام اور اساطین ملت جو اس دھرتی پر قدرت کا شاہکار تھے اور جو اپنی جوانی اور عمر کا ایک ایک لمحہ اللہ کے دین کی سربلندی اور استخلاص وطن کے لیے خرچ کر کے راہ حق میں قربان ہوگئے۔ انہیں آج تک آپ حضرات نے معاف نہیں کیا۔

اور ان کے خدام کے اداروں پر شرافت و انسانیت کے تمام تقاضوں کو پامال کر کے ہلہ بولنا اپنا وطیرہ بنا رکھا ہے اور آپ کے ماحول میں اس قسم کی حرکات بدقسمتی سے عام ہیں۔

آپ حرمین کے منبروں پر وعظ و نصیحت کرنے والے مبلغین کے متعلق تو یہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے گھر کے مہمانوں کے دل چھلنی کرتے ہیں اور ان کے ذمہ وہ تہمتیں لگاتے ہیں جن سے ان کے دامن بالکل پاک ہوتے ہیں لیکن صغیر کی زمین پر ایک عرصہ سے آپ اور آپ کے بڑے چھوٹے جو کھیل کھیل رہے ہیں اس کی بھی آپ کو خبر ہے؟

شہید اسلام حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید قدس سرہ سے لے کر حضرت مدنی و حضرت لاہوری رحمہم اللہ تک کون سا وہ بزرگ اور مجاہد ہے جو آپ حضرات کی ناوک افگنی کا شکار نہ ہوا ہو؟

لغت و ڈکشنری کا کون سا وہ افسوسناک اور بھونڈا الزام و بہتان ہے جو ان حضرات پر نہ لگایا گیا ہو؟

ان سب سے بڑھ کر "توہین رسول" کا شرمناک الزام ہے جسے خوف خدا سے بے نیاز ہو کر مسلسل دہرایا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا سرمایہ حیات ہی عشق رسول تھا اور ہے اور جنہوں نے اپنی زندگیاں محض ذات و مقام رسالت کے تحفظ اور دین اسلام کی سربلندی کے لیے قربان کر دیں۔ اور ان حضرات کے انہی اعمال خیر کی قبولیت کا یہ صدقہ ہے کہ ان میں سے متعدد حضرات آج بھی حرمین کی پاک و مقدس سرزمین میں آسودۂ خواب ہیں۔ جبکہ آپ کے اعلیحضرت کو وہاں کا سفر نصیب بھی ہوا تو محض کفر کی بھونڈی دستاویز پر وہاں کے حضرات سے دستخط لینے کے لیے!

یا پھر "عشاق رسول" (آپ کے خیال میں) وہاں جا کر مسجد نبوی و کعبہ شریف تک میں بھی جماعت کی نماز سے محروم رہتے ہیں اور واپسی پر اپنے اس "کارنامہ" کو بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں لیکن جب کبھی پھنس جاتے ہیں تو پھر جو حرکات سرزد ہوتی ہیں ان کا بیان نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

آج تو آپ شاہ خالد اور اس کے خاندان کو اتنا سراہ رہے ہیں لیکن وہ تحریرات اور دستاویزات جن میں مرحوم شاہ عبدالعزیز بانی سلطنت سعودیہ اور اس کے عمال کو جو بے نقط سنائی گئی ہیں وہ کیوں آپ کی نظروں سے اوجھل ہو گئیں؟

وہاں جا کر بھی ان کے ائمہ کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا عمل کیوں آپ کی آنکھوں سے مخفی ہے؟

حرم مکی و مدنی کے ائمہ کے پاکستان میں آنے پر ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے لاکھوں افراد کے

خلاف آپ کی مشینری جس طرح حرکت میں آئی اس کی تلخی اب بھی فضا میں محسوس ہو رہی ہے۔ اور وہ شرمناک فتوے آپ حضرات کی تردامنی کا اب بھی منہ چڑا رہے ہیں۔

محترما! ہمیں اعتراف ہے کہ بعض مقامات پر ہمارے الفاظ میں تلخی کا عنصر شامل ہو گیا ہے لیکن زخمی و مجروح دل اس کے سوا کر بھی کیا سکتا ہے؟

ہم آپ سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس بات کی آپ کو سعودی عرب کے متعلق شکایت ہے (اس سے قطع نظر کہ اس میں حقیقت کتنی ہے؟) اس سے کہیں زیادہ شکایت ہمیں یہاں آپ حضرات سے ہے اور شکایت ہے چاہے کہیں بھی ہو؟

ہماری خواہش و کوشش ہے کہ آپ حضرات ہماری بار بار کی صلح و آشتی کی پیش کش پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اس طرح وطن عزیز میں اپنی خانقاہوں، مساجد و مدارس اور سب کچھ کا تحفظ کریں۔ لیکن اگر آپ حضرات نے ہزار درخواست کے باوجود یہی وطیرہ اپنائے رکھا تو وہ دن دور نہیں جبکہ نسل نو کسی "خطرناک بغاوت" کا اقدام کر کے "سواد اعظم" کا سارا مزہ کرکرا کر دے گی۔ اور پھر کہیں سر چھپانے کو جگہ نہ ہو گی۔ خدا را آپ "سواد اعظم" کے چکر سے نکلیں اور حقیقت پسندی کا مظاہرہ کریں آخر شنہ میں آپ نے دیکھ ہی لیا ہے کہ آپ کے آستانوں پر چڑھاوے چڑھانے والے عملاً کتنے آپ کے ساتھ ہیں؟

امید ہے کہ اس تلخ نوائی کو معاف کیا جائے گا اور ان سطور کا جو جذبہ محرکہ ہے اس کی قدر کی جائے گی۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ
وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

علی ۲۴ شوال ۹۶ھ

قابلِ تقلید فیصلہ

جمعیۃ طلبہ اسلام کے رہنما اور پشاور یونیورسٹی سٹوڈنٹ یونین کے جنرل سیکرٹری جاوید ابراہیم پراچہ کی طرف سے موصول ہونے والی یہ اطلاع کس قدر خوش آیند ہے کہ یونیورسٹی سینٹ کے اجلاس میں متفقہ طور پر یہ قرار داد منظور ہو گئی کہ یونیورسٹی کی ہفتہ وار تعطیل آئندہ اتوار کے بجائے جمعہ کو ہو گی۔

بہ حیثیت مسلمان ہمارا فرض تھا اور ہے کہ ہمارے یہاں ہفتہ وار چھٹی جمعہ کو ہوتی۔ اور جب کہ اسلام کے لیے ملک بنا ہے تو فرض کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے لیکن اسلامی فکر سے نا آشنا لوگوں کے ۲۹ سالہ تسلط نے نہ معلوم قوم کی کس کس آرزو کو پامال کیا؟ انہی میں سے ایک آرزو یہ بھی ہے۔

اسلامی مشاورتی کونسل کی سفارش، قومی اسمبلی کی کمیٹی کی سفارش، مختلف اداروں اور لوگوں کے مطالبات ایک طرف لیکن حکومت کی "انا" ایک طرف۔

خوشی ہے کہ جمعیۃ طلبا۔ اسلام جس نے پختون فیڈریشن سے مل کر یونیورسٹی پشاور میں سٹوڈنٹ یونین کا انتخاب جیتا تھا مسلسل بہتر اقدامات کر رہی ہے جس کی تازہ کڑی یہ فیصلہ ہے۔

ہم اس فیصلے پر اپنے بہادر ساتھیوں کے ساتھ ساتھ سینٹ کے دوسرے ممبروں کو بھی مبارک دیتے ہیں۔ اللہ ان کی ہمتیں اور بلند کرے۔

ساتھ ہی حکومت کے طبع نازک پر اگر گراں نہ گزرے تو گزارش ہے کہ اسلام کو اپنائیں کہ اسی میں خیر ہے۔ حجاز مقدس کے والی کا عظیم استقبال اسلامی نظام کا بدل نہیں ہو سکتا۔

امام الاتقیاء حضرت لاہوریؒ

محترمی جناب آزاد شیرازی کی منقبت سے تحریک پا کر

عصرِ نو پہ حق کا اِک انعام تھے احمد علیؒ
اس صدی کے حجۃ الاسلام تھے احمد علیؒ

متقی، مردِ مجاہد، رہبرِ راہِ ہدیٰ
جادۂ توحید پہ ہر گام تھے احمد علیؒ

کاملِ صبر و عزیمت، اسوۂ علم و عمل
اہلِ باطل کے لئے صمصام تھے احمد علیؒ

کوہِ ہمت، فکرِ عالی، طبع استغنا پسند
بخشش و جود و سخا کا نام تھے احمد علیؒ

قاریٔ قرآن بھی تھے، معنیٔ قرآن بھی
چلتے پھرتے صورتِ اسلام تھے احمد علیؒ

روز و شب جہدِ مسلسل بے تکاں ابلاغِ دیں
وقفِ خدمت بہرِ خاص و عام تھے احمد علیؒ

اس جہاں کو جب کہ سمجھا سجنِ مومن کی طرح
صبح کی جو دے خبر وہ شام تھے احمد علیؒ

ظلم اور تاریکیوں میں بھی سفر جاری رہا
بے نیازِ گردشِ ایّام تھے احمد علیؒ

جن کی ضربِ حق سے تھرّاتا تھا دل افرنگ کا
دشتِ حریّت میں اِک ضرغام تھے احمد علیؒ

ہند میں راہِ شریعت اور طریقت کے امام
شہ ولی اللہؒ کا اِتمام تھے احمد علیؒ

میرے استادِ معظّم رحمۃ اللہ علیہ
قطبِ اقلیمِ ولایت، نام تھے احمد علیؒ

شانِ اصحابِ رسول اللہ اُن میں پائی تاجؔ
اک مجسّم خُلق کا پیغام تھے احمد علیؒ

کراچی ۱۵ اکتوبر ۷۶ء —— ناچیز ظہیر احمد تاجؔ

اکلِ حلال اور حسنِ معاملت
ہماری بے حسی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد الحمد والصلوٰۃ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ ... وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (صدق اللہ العلی العظیم)

ترجمہ: اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق، اور نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں سے ظلم کرکے اور تم کو معلوم ہے۔"
(حضرت شیخ الہندؒ)

یہ آیت سورۃ بقرہ کے ۲۳ ویں رکوع کی آخری آیت ہے جس کا ترجمہ عرض کیا گیا ہے۔

دو باتیں

اس آیت میں دو باتوں کا ذکر ہے :-

۱- آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریق سے کھانے سے روکا گیا۔

۲- غلط و ناجائز طریق سے مال کا حکام تک پہنچانا منع کیا گیا۔

اس آیت کے متعلق حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں:-
(چونکہ یہ آیت ان آیات سے متصل ہے جن میں روزہ کے مسائل ہیں اس لیے فرماتے ہیں)
"روزہ سے تطہیر نفس مقصود تھی اب تطہیر اموال کا ارشاد ہے۔ اور معلوم ہو گیا، کہ مال حلال تو صرف روزہ میں اس کا کھانا منع ہے اور مال حرام سے روزہ مدت العمر کے لیے ہے، اس کے لیے کوئی حد نہیں، جیسے چوری یا خیانت یا دغابازی یا رشوت یا زبردستی یا قمار (جوا) یا بیوٹ ناجائز یا سود وغیرہ ان ذریعوں سے مال کمانا بالکل حرام اور ناجائز ہے (ص ۳۶)

"نہ پہنچاؤ حاکموں تک یعنی کسی کے مال کی خبر ظالم حاکموں کو، یا اپنا مال بطریق رشوت حاکم تک نہ پہنچاؤ کہ حاکم کو موافق بنا کر کسی کا مال کھا لو یا جھوٹی گواہی دے کر یا جھوٹی قسم کھا کر یا جھوٹا دعویٰ کر کے کسی کا مال نہ کھاؤ اور تم کو اپنے ناحق پر ہونے کا علم بھی ہو۔ ص ۳۷)"

رزق حلال وطیّب

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رزق حرام اور حرام کمائی سے منع کیا اور روکا جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ خدا کو رزق حلال و طیب پسند اور مطلوب ہے چنانچہ قرآن میں سورۃ مومنون میں انبیاء علیہم السلام کو اور سورۃ بقرہ میں ایک جگہ مومنین کو اور ایک جگہ ساری مخلوق کو کل حلال و طیب کے کھانے کا حکم دیا۔

ارشادِ نبوت

اور حدیث میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ان اللہ طیب لا یقبل

الا طیبا۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے طیب ہے اور پاک و طیب کے بغیر کچھ قبول و پسند نہیں کرتا۔ ایک طرف تو قرآن و سنت کے یہ ارشادات اور دوسری طرف ہمارا حال۔ جس کی صحیح تعبیر یہ ہے کہ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔

سوچیں، تلاش کریں کہ کوئی لقمہ حلال ہے جو ہم کھاتے ہیں۔ سودی نظام چاروں طرف ہمیں اپنے پیٹ میں لے چکا ہے، بینک اس کا مظہر ہیں۔ پھر رشوت، خیانت، چھینا جھپٹی عام ہے۔ کسی کا حق مارنا معمولی بات ہے۔ حالانکہ اس قسم کے جرائم حقوق العباد سے متعلق ہیں۔

حقوق العباد

اور حقوق العباد کا معاملہ سب سے نازک ہے حتیٰ کہ نماز روزہ سے بھی زیادہ۔ کہ یہ اللہ کریم کے اپنے حق ہیں اور وہ بندوں کے حق ہیں اور بندوں کے حقوق کے متعلق یہ تصریح ہے کہ اصحاب حق سے معافی نہ ہوگی اور چھٹکارا نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی نہ ہوگی حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے باہمی حقوق کی ادائیگی اور پورا کرنے پر بڑا زور دیا ہے۔

ایک انگریز کی شہادت

ڈاکٹر رابرٹ رابرٹس اپنی کتاب "سوشل لاز آف دی قرآن" میں اس آیت کریمہ کو نقل کر کے کہتا ہے کہ یہ آیت اس امر کی شہادت ہے کہ محمد علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں کو حسن معاملت کی ایسی تعلیم دی ہے کہ اس پر عمل کر کے پورے نظام کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

دورِ حاضر اور معاشی بے چینی

آج کے دور میں معاشی بے چینی نے صورتِ حال انتہائی ابتر کر دی ہے اور لوگ سرمایہ دارانہ نظام کے چنگل سے نکلتے نکلتے کمیونزم اور سوشلزم کی لپیٹ میں آ چکے ہیں اور آ رہے ہیں اور اس طرح کاد الفقر الخ والی بات پوری ہو رہی ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ

"مجھے ڈر ہے کہ فقر و تنگدستی اور محتاجی کفر تک پہنچا دے گی"

حالت یہ ہے کہ ہر طبقہ دوسرے کو لوٹنے کی فکر میں ہے اور لوٹنے والے استحصال کا شور بھی مچاتے ہیں گویا چور ہی چور چور کی رٹ لگاتے ہیں۔ کمر توڑ اور ظالمانہ ٹیکس ایک طرف ہیں اور صنعت کار اور تاجر طبقہ کی حکومت سے ملی بھگت کے مسموم اثرات دوسری طرف۔

ارشادات اسلام

جبکہ اسلام نے دولت کی گردش پر زور دیا۔ دولت سمیٹ کر رکھنے والوں کو عذاب جہنم کی وعید سنائی۔ گردش کے لیے زکوٰۃ و وراثت کے ساتھ ساتھ اور بھی قوانین بنائے اور مال میں سوی الزکوٰۃ اور بھی حق بتلائے۔ سالن تیار کرتے وقت شوربا پتلا بنانے پر زور دیا۔ کہ ممکن ہے پڑوسی کی حاجت براری کر پڑے۔ کم تول ناپ کے عادی تاجروں کو ملعون قرار دیا۔ ذخیرہ اندوز اور عوام کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھانے والے لوگوں کو لعنتی بتلایا۔ اس کے مقابل سچے تاجر کو روز محشر انبیاء کے ساتھ حشر کی خوشخبری سنائی۔

ان ساری چیزوں کے باوجود

ہمیں حسن معاملت، حقوق العباد اور ایثار و قربانی کا قطعاً احساس نہیں۔ حالانکہ اسلام نام ہی ہے حقوق کی ادائیگی کا۔ حضرتؒ سے علماءؒ نے سوال کیا کہ قرآن کا خلاصہ کیا ہے؟ تو فرمایا اعطی کل ذی حق حقہٗ۔ ہر صاحبِ حق کو حق دینا۔

سبحان اللہ! اس میں خدا سے لے کر اللہ کی ادنیٰ مخلوق تک سب آ گئے۔ لیکن ہمارا معاشرہ حق تلفی کی سب سے بڑی آماجگاہ ہے۔ آج کتے بلی کی بھوک و پیاس کا کسی کو کیا احساس ہو گا جبکہ اپنے ہی ہم جنس اور اپنے ہی بھائی بند بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر

(باقی ۱۱ پر)

پیش کش: جناب ظہور احمد صاحب ۱۵ ترتیب: علوی

احسنُ القصص

افادات: حضرت مولانا علامہ نور الحسن پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

قال ھی راودتنی عن نفسی الآیہ

آپ گزشتہ درس میں سماعت فرما چکے ہیں، کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے۔ زلیخا نے پیچھے سے ان کے کرتے کو کھینچا۔ اور یہ اس لیے تھا کہ وہ رک جائے وہ نہیں رُکے بلکہ آگے بڑھے۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ کرتہ پھٹ گیا۔

دونوں دروازے پر پہنچے تو وہاں زلیخا کا شوہر موجود! سچا بننے کے لیے کہتی ہے بتائیے جو کوئی تمہاری بیوی سے برا ارادہ کرے اس کی سزا سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ اسے قیدخانہ میں ڈال دیا جائے یا اسے سخت سزا دی جائے۔ مطلب کہنے کا یہ ہے کہ اس نے برا کرنا چاہا تھا میں اسے پکڑنا چاہتی تھی۔ اب تمہارے پیش کر رہی ہوں۔ یہ کہنا چاہتی تھی۔

اس موقعہ پر یوسف علیہ السلام خاموش کیسے رہ سکتے تھے؟ آپ نے فرمایا۔

ھی راودتنی عن نفسی۔ ناجائز مطلب براری کے لیے اس نے ہی مجھے پھسلایا۔ میری اس میں کوئی غلطی نہیں۔ ناجائز کام اس نے مجھ سے لینا چاہا تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ فرمایا۔ اُدھر سے ایک گواہی دینے والے نے گواہی دی کہ یوسف سچے ہیں۔ قرآن حکیم کا بیان ہے کہ جس نے گواہی دی وہ اسی عورت کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

تاریخ میں اس گواہ کو بعض نے تو زلیخا کا چچا زاد بھائی اور بعض نے ماموں زاد بھائی بتلایا۔

اس گواہ سے مراد کون ہے؟

ایک تو یہ کہ کوئی دانشمند حکیم تھا۔ کوئی بچہ نہ تھا۔

ہو سکتا ہے کہ اس موقعہ پر وہاں سے گزر رہا ہو جس وقت کہ یہ قصہ پیش ہوا اور وہاں چلا گیا۔ اس نے یہ مسئلہ بیان کیا ہو۔ یا ہو سکتا ہے کہ جب عزیز مصر آیا ہو دروازے پر، تو اس کے ساتھ یہ دوسرا حکیم اور دانشمند بھی موجود ہو۔ اس نے اس تصفیہ کے لیے کہ دونوں میں سچا کون ہے؟ تدبیر بتلائی۔ اور اس نے کہا کہ:-

ان کان قمیصہ قد من قبل الآیہ یہ دیکھ کر کہ یوسف کا کرتہ سامنے سے پھٹا ہے یا پیچھے سے؟ سامنے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹے اور اگر کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو پھر عورت جھوٹی اور یوسف علیہ السلام سچے۔

دوسری تفسیر

اور غالباً یہ آپ سب حضرات نے سن رکھا ہوگا، بعض روایات میں آتا ہے، تَكَلَّمَ اَرْبَعَةٌ صِغَارٌ۔ چار بچے ایسے ہیں جنہوں نے شیر خوارگی میں کلام کیا۔ یعنی اس وقت میں گفتگو کی۔ جو بچوں کی گفتگو کا وقت نہیں ہوتا۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی ایسا بچہ گفتگو کرنے لگتا ہے تو یہ خلاف عادت ہے اگر وہ پیغمبر ہے تو اس کا معجزہ، پیغمبر نہیں تو کرامت!

چار بچے روایات میں آتا ہے، کون کون سے؟ ماشطۃ بنت فرعون وشاہد یوسف وصاحب جریج وعیسٰی علیہ السلام۔

فرعون کی بیٹی کی ماشطۃ یعنی نائن (کنگھی کرنے والی) اس نائن کا شیر خوار بیٹا تھا جو بولا تھا اور جس نے گفتگو کی تھی۔ اور اس کی صورت یہ بیان کرتے ہیں کہ

وہ نائن جب اسلام لائی تو فرعون نے اسے تنور میں ڈال چاہا اس وقت وہ پریشان ہو گئی۔ روایات میں ہے کہ اس کا شیر خوار بچہ تھا چھوٹا سا، اس نے جب دیکھا کہ ماں پریشان ہو رہی ہے تو اس نے کہا ــــ اِصْبِرِیْ یَا امہ فَاِنَّکِ عَلَی الْحَقِّ۔ امی! صبر سے کام لو، اس لیے کہ تم حق پر ہو اس کی پرواہ نہ کرو کہ تم سے کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔

دوسرے شاہد یوسف۔ جن کا ذکر اس آیت میں ہے شہد شاہد من اھلھا الایہ زلیخا کے خاندان سے متعلق تھا بول اٹھا۔ اس موقعہ پہ اس کا بولنا معجزہ تھا۔ اور ایسی عقل کی بات کی جس کی توقع کسی شیر خوار بچے سے یا کسی بڑے سے بھی کم کی جا سکتی ہے۔

تیسرا ہے صاحب جُرَیج، جریج ایک عابد و زاہد تھے اور کہتے ہیں کہ ایک صحرا میں خانقاہ بنا کر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ان کی عبادت و زہد کا ذکر آیا تو ایک رنڈی نے کہا کہ میں اس کے قدم پھسلا سکتی ہوں۔ چنانچہ وہ گئی اور اس نے بدبختانہ حرکات کیں لیکن وہ بندہ خدا اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ اب اپنی خفت کو مٹانے کے لیے کہ میں　　تو یہ وعدہ کر کے آئی تھی اور میں اس میں کامیاب نہیں ہوئی ایک چرواہا سے اس نے ہم بستری کی۔ جس کے نتیجہ میں اس کا بچہ ہوا تو اس نے کہا کہ یہ جریج کا بچہ ہے۔ جریج نے مجھ سے ہمبستری کی تھی۔

چنانچہ جریج آئے اور انہوں نے اس بچہ کو یوں مار کر کہا بتا مَنْ اَبُوْکَ؟ تمہارا باپ کون ہے؟ اس نے جواب میں کہا اَنَا اِبْنُ رَاعِی الْغَنَمِ وہ جو بھیڑیں چراتا ہے میں اس کا بیٹا ہوں۔ ان کا دامن بھی صاف ہو گیا۔

چوتھے حضرت　　علیہ السلام ہیں۔ پہلے دورۂ تفسیر میں آپ سماعت فرما چکے اور آئندہ انشاءاللہ آپ سماعت فرمائیں گے کہ جب حضرت مریمؑ کے یہاں حضرت عیسیٰؑ کا تولد ہوا تو قوم نے کہا کہ تمہارا باپ نیک تمہاری ماں ایسی نہ تھی تم نے یہ کیا کیا، کیا جنم کیا!

وہ پریشان ہوئیں۔ تو اللہ نے ان کے ذہن میں القا کیا تو فاشارت الیہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ وہ ابھی رحم مادر سے آئے ہیں تو انہوں نے کہا۔ کیف نکلم الآیہ۔ یہ بچہ پنگھوڑا میں پڑا ہوا ہے۔ ابھی پیدا ہوا۔ یہ کیا بول سکتا ہے؟ اس سے ہم کیا پوچھیں؟ عقل کی بات کرو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بولنا شروع کر دیا۔ انی عبداللہ الخ

تو ہو سکتا ہے شہد شاھد من اھلھا سے وہ بچہ مراد ہو جو زلیخا کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے کیا کہا۔

ان کان قمیصہ الخ کہ یوسف کے کرتہ کو دیکھو۔ اس کرتہ کا کیا حال ہے؟ وہ آگے سے پھٹا ہے یا پیچھے سے پھٹا ہے؟

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ قُدَّ قَدَّ سے ہے ق اور دال　　اس کے معنی ہوتے ہیں لمبائی میں چاک کرنا۔ اب تو رواج نہیں رہا۔ آپ کو یاد ہوگا پہلے قط لگاتے تھے جو چوڑائی میں ہوتا تھا اور قد لمبائی میں۔

تو اس نے کہا کہ اگر کرتہ سامنے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے یعنی اس کا یہ کہنا کہ یوسفؑ نے مجھ سے برا کرنا چاہا صحیح ہے اور اگر کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو پھر یوسف سچے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے بھاگنا چاہا اس نے پیچھے سے پکڑنا چاہا۔ اس میں اس نے کرتہ پیچھے سے کھینچا وہ پھٹ گیا۔

شہد شاھد من اھلھا میں گواہی اس طرح کی نہیں جس طرح ہمارے یہاں عادتاً گواہی ہوتی ہے۔ گواہوں سے کہتے ہیں کہ تم عینی شاہد ہو وغیرہ ذالک۔ کیونکہ اس کے لیے عاقل بالغ ہونا ضروری ہے ایسا نہیں تو پھر شہادت نہیں خبر ہوتی ہے۔ یہاں جو گواہ ہے اور اس نے جو کہا یہ ایسی بات نہیں جس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ یہ ایسے ہیں جس طرح بعض مقدمات میں قرینہ کے گواہ ہوتے ہیں۔ ایسا مقدمہ ہوا جس کا عینی گواہ نہیں تو اب کیا کریں؟ ــ ایسے واقعات میں صورت حال سے اندازہ لگایا جاتا ہے کہ صورت حال کیا بنتی ہے؟ اس کو قرینہ کی گواہی کہتے ہیں۔ گواہ ہونے کی صورت میں اس کے جھوٹ کا بھی احتمال

ہے ایسے میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ آخر صورت مسئلہ کو مقدمہ میں کیا ہے۔ وہ خود بھی بولتا ہے۔

تو وہ بچہ یا مرد دانا (دونوں تفسیریں) وہ کہتا ہے کہ اگر سامنے سے پھٹا ہے تو عورت سچی یعنی کشمکش ہوئی عورت نے پڑھایا اور اگر پیچھے سے پھٹا ہے تو گویا انہوں نے بھاگنا چاہا اس نے پیچھے سے کھینچا۔

یہ جو اس نے صورت بتائی اس میں دونوں جگہ یوسف کا کرتہ ہے زلیخا کا کہیں نہیں اس پر توجہ فرمائیں۔ آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ جو وہ کر رہی پیغمبر اس کا مقابلہ کرتا رہا ہے۔ پیغمبر زادے کا ہاتھ اس اجنبی عورت کی طرف بڑھا نہیں۔ اگر کوئی اقدام حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے ہوتا تو اس کے آثار و نشانات کچھ نہ کچھ اس عورت پر بھی ہوتے۔ عورت پر کسی قسم کا نشان نہ ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ پیغمبر یا پیغمبر زادے (جو پیغمبر ہونے والے ہیں) نے کوئی دست درازی نہیں کی۔ انہوں نے مزاحمت میں اپنے کو چھڑانا چاہا، اپنا ہاتھ نہیں بڑھایا۔

جب اس طرف اشارہ ہوا تو عزیز مصر نے تحقیق کرنا چاہی تو اس نے دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو زلیخا کی طرف غصہ سے دیکھ کر کہنے لگا انہ من کیدکن۔ یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے خود تم نے دست درازی کی، خود تم نے اسے پھسلانا چاہا اور کہتی ہو ما جزاء من اراد باھلک سوء الآیہ — ان کیدکن عظیم۔ واقعی تمہاری عورتوں کی چالاکی بڑے غضب کی چالاکی ہوتی ہے۔ یہ آیت کا ٹکڑا ہے جس سے عام طور پہ یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ عورت بڑی چالاک ہے، بہت دغا باز ہے اور اس موقعہ پر کہا جاتا ہے کہ قرآن میں ہے ان کیدکن عظیم۔ لیکن برائی جس طرح مرد کے ساتھ لگی ہے اسی طرح عورت کے ساتھ لگی ہے۔ تو پھر اس کا مطلب کیا ہے؟ ادھر قرآن میں ہے ان کید الشیطان کان ضعیفا کہ شیطان کی چال بڑی کمزور چال ہے؟ تو عورت کی چال تو بڑی اور بہت بڑی اور شیطان کی کمزور؟ ان سب باتوں کا جواب آئندہ درس میں انشاء اللہ تعالیٰ۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

جاتے ہیں۔

یاد رکھیں! حقائق سے نگاہیں پھیرنے والی قوم کبھی نہیں پنپ سکتی۔ قرآن زندہ حقیقت کا نام ہے اور وہ عقبیٰ کی بہتری کے ساتھ دنیا کی بھلائی کا بھی علمبردار ہے لیکن اس کے لیے عمل و جہد کی شرط قرار دیتا ہے۔ بصورت دیگر ذلت و رسوائی کی وعید سناتا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں راہ حق پر چل کر ایک دوسرے کے حقوق پورا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

دعاءِ مغفرت

جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی آف شیخوپورہ قارئین خدام الدین کی جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ وہ ابتدا سے ہی خدام الدین کے لیے کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے تھے اور واقعۃً ان کے مضامین میں سادگی کے ساتھ اثر آفرینی کا جوہر بطریق اتم موجود تھا۔

افسوس کہ یہ مرد درویش ۲۲ر اکتوبر بروز جمعہ دار فنا سے دار بقا کی طرف کوچ کر گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم مرحوم ماسٹر صاحب کے سانحۂ ارتحال کو اپنا ذاتی اور قومی نقصان سمجھتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کے متعلقین کو دولت صبر عطا فرمائے۔ آمین!

(ادارہ)

مجلسِ ذکر — ضبط و ترتیب : ادارہ

وہ مال و اولاد کس کام کے؟

شیخ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور زید مجدہم

بعد الحمد والصلوٰۃ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:
یاایھا الذین اٰمنوا لاتلھکم ...... ھم الخاسرون ۵ صدق اللہ العلی العظیم۔

یہ آیت کریمہ سورۃ منافقون کے دوسرے رکوع کی پہلی آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
"اے ایمان والو! غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں"۔ (حضرت شیخ الہندؒ)

ذکر اللہ یعنی اللہ کی یاد وہ نعمت ہے جس کے بغیر اطمینان و سکون قلب نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ خبردار ہو جاؤ اطمینان قلب اللہ کے ذکر سے ہی ملے گا۔ اسی وجہ سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے۔ جیسا کہ حدیث میں واضح طور پر موجود ہے اور بارہا مرتبہ عرض کیا گیا اور آپ نے امت کو بھی یہی تعلیم دی کہ ذکر سے ہر وقت اپنی زبان کو تر رکھو۔ جس کا آسان طریقہ اہل اللہ نے یہ بتلایا کہ دست بکار، دل بہ یار، آپ دنیا کے کسی کام میں مشغول ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف دل متوجہ رکھیں۔ اور وہ اسباب جو اس نعمتِ عظمیٰ کی راہ میں رکاوٹ بنیں اللہ تعالیٰ نے ان سے بھی متنبہ فرما دیا۔ جب کہ اس آیت میں ہے جو ابھی عرض کی گئی۔

مال و اولاد ایسی چیزیں ہیں کہ جنہیں خدا اور اس کے رسول صلعم نے نعمت بھی قرار دیا ہے لیکن فتنہ بھی بتلایا۔ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ مشہور آیت ہے۔ اور مال وغیرہ کے لیے فضل، نعمت اور خیر وغیرہ کے لفظ بھی موجود ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ آدمی کے اپنے اوپر دار و مدار ہے کہ وہ مال و اولاد کے معاملہ میں کس قسم کا طرزِ عمل برتتا ہے؟ اگر تو وہ صحیح رویہ اپنائے گا تو صحیح ہے ورنہ بربادی ہوگی۔

دیکھیں حدیث میں ہے کہ موت کے بعد تین چیزیں انسان کے ساتھ جاتی ہیں۔ مال، اہل و عیال اور اعمال لیکن مال اور اہل و عیال قبر تک جا کر واپس آجاتے ہیں اور اعمال قبر میں بھی، حشر میں بھی ہر جگہ ساتھ دیتے ہیں۔

اور ایک دوسری حدیث کے مطابق مال اور عیال بھی قبر میں جانے کے بعد کام آسکتے ہیں بشرطیکہ وہ شرط پوری ہو جو حدیث میں ہے۔ حدیث میں ہے۔ وَلَدٌ صَالِحٌ۔ نیک صالح اولاد جو اپنے بزرگوں کے لیے دعا گو ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اولاد کی نیکی کا انحصار والدین کی طرف سے تعلیم و تربیت پر ہے۔ اگر تعلیم و تربیت صحیح ہوئی تو بہت اچھا۔ وہ اولاد دنیا میں بھی کام آئے گی، قبر جانے کے بعد دعا گو ہوگی۔ خاندان کا نام روشن کرے گی۔ صدقہ خیرات سے باپ کو فائدہ پہنچائے گی۔ لیکن غلط تعلیم و تربیت ہو گی تو

(باقی ۲۰ پر)

طلبائے کے لیے دس اصول

افادات :- شیخ الاسلام امام الاتقیاء استاذ العلماء راس الصلحاء بحر العلوم، حافظ الحدیث حضرت درخواستی دامت برکاتہم العالیہ، امیر کل پاکستان جمعیت علماء اسلام و مہتمم مدرسہ عربیہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور

مرتبہ :- محمد سیف الرحمٰن درخواستی منتظم مدرسہ عربیہ مخزن العلوم عیدگاہ، خانپور

نوٹ :- حضرت درخواستی زید مجدہم کے ارشاد فرمودہ دس اصول طلباء کے لیے پیش خدمت ہیں جو آپ کے نبیرہ مولانا سیف الرحمٰن درخواستی نے ترتیب دیے ہیں۔ عزیز طلباء توجہ کے ساتھ پڑھ لیں اور ان کی اہمیت محسوس کر لیں تو انشاء اللہ حقیقی علم سے ہمکنار ہوں گے۔ خدا حسنِ عمل کی توفیق دے۔

اوّل — اصلاح النیّۃ۔ نیت کا درست ہونا علم نافع کے حصول کے لیے نہایت ضروری ہے۔ امام بخاری رحؒ نے اپنی کتاب بخاری شریف (جس کے متعلق اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ) کی ابتدا، حدیث انما الاعمال بالنیات سے فرما کر اسی فریضہ کی اہمیت کو واضح فرما دیا ہے۔ علم دین پڑھنے غرض رضاء الٰہی اعلاء کلمۃ الحق دین مصطفوی ؐ کی خدمت ہو۔ دنیاوی وجاہت یا دیگر دنیاوی اغراض مقصود نہ ہوں۔ مثلاً لوگ مجھے بڑا عالم، فقیہہ، محدث، مفسر، خطیب، مناظر، کہیں دنیا میں میری تعریف ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے۔ جب علم جیسی دولتِ عظمیٰ ملنے کے بعد دنیاوی مقاصد کو ترجیح دے گا تو ترقی کی بجائے تنزّل کی طرف جائے گا۔ حصولِ علم کا مقصد رضائے مولا ہو تو شیطان لعین جو انسان کا دشمن ہے وساوس ڈال کر نیت کو فاسد اور اخلاص کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سے محفوظ رہنے کے لیے ہر طالب دین سبق پڑھنے و مطالعہ و تکرار سے قبل یہ وظیفہ اللہ حافظی اللہ ناصری اللہ ناظری، اللہ معی، سات یا اکیس دفعہ پڑھ لے۔ انشاء اللہ وساوس شیطانی سے مامون رہیگا۔

دوم — التزام عمل بما علم۔ علوم دینیہ میں کامیابی کے لیے پڑھے ہوئے پر عمل کرنا بھی بیحد ضروری ہے، جو کچھ پڑھے اُس پر عمل کرے گا تو قربِ الٰہی میں ترقی ہوگی۔ ارشادِ خداوندی ہے فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً۔ جو دیدارِ خداوندی کا خواہشمند ہے کثرتِ اعمالِ صالحہ کا التزام کرے اور حضور صلعم نے فرمایا من تعلم کتاب اللہ و عمل بما فیہ ھداہ اللہ من الضلالۃ و وقاہ اللہ یوم القیامۃ الحساب اور یہ بھی فرمایا من عمل بما علم ورثہ اللہ علم ما لم یعلم جو عمل کرے تو وہ علوم عطا ہوں گے جو جانتا ہی نہیں۔ دیکھنے والے حیران ہوں گے، کیسی ترقی کر رہا ہے۔ علم پر عمل کرتا ہے تو علم اور عمل صالحہ اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور نگران بن جاتے ہیں۔ ہمارے اسلاف رحؒ نے کام شروع کیا۔ طالب قرآن اور مجاہد اسلام بن کر انہوں نے اپنی زندگی کو قرآن مجید کے تابع بنا دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا علم عطا فرمایا کہ عرب و عجم کے علماء اور تمام دنیا والے حیران رہ گئے یہ سب کچھ علم پر عمل کرنے کی بدولت تھا۔

سوم — التزام ادب و تواضع۔ الدین کلہ ادب۔ دین تمام ہی ادب کا ہے۔ ہر طالب العلم کو چاہیئے کتابوں کا، اساتذہ کرام کا ادب کرے۔ والدین کا ادب، پیر و مرشد کا ادب بلکہ ہر بڑے اور بزرگ کا ادب ملحوظ خاطر رکھے۔ بے ادب بے نصیب! ادب با نصیب۔ ادب تاجیست از فضلِ الٰہی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ [illegible] محمود عن الغیب

جب طالب العلم ان تمام کا ادب ادا کرے گا تو ان کی دعائیں ان کے ساتھ ہوں گی اور جب اساتذہ، والدین، پیر و مرشد اور کتابوں کی دعائیں اس کے ساتھ ہونگی تو کامیابی اس کے قدم چومے گی۔ حضرت امام اعظمؒ کا واقعہ ہے۔ استاذ کے مکان کی طرف پاؤں پھیلا کر کبھی نہیں بیٹھتے تھے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے متعلق مشہور ہے کہ حاشیہ اگر کتاب کے الٹی طرف ہوتا تو خود کتاب کے ارد گرد چکر لگا کر پڑھتے تھے۔ کتاب کو الٹا نہیں کرتے تھے۔ طلباء کو اپنے اسلافؒ کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔ دیکھو انہوں نے ادب کیا تو علم جیسی دولت عظمٰی سے نوازے گئے اور حصہ وافر لے گئے۔ حضرت علیؓ کا قول ہے من علمنی حرفاً فھو مولای۔ شعائر اللہ کا ادب بھی ضروری ہے۔ شعائر اللہ کی توہین نہ خود کرے نہ کسی کو کرنے دے۔ شعائر جمع شعیرہ کی ہے۔ شعیرہ بمعنی نشانی یعنی ہر وہ چیز جس سے خدا کے دین کی عظمت معلوم ہو، وہ شعائر اللہ میں داخل ہے لیکن شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ شعائر اللہ مشہور چار ہیں۔ کتاب اللہ۔ رسول اللہ۔ بیت اللہ۔ صلوٰۃ اللہ۔ تعظیم شعائر اللہ کے التزام سے حافظہ و ذہانت میں ترقی ہوتی ہے اور قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے

پہلی نشانی

ذالک الکتٰب لاریب فیہ۔ کتاب اللہ ہے یہ ایسی کتاب ہے کہ تمام عالم کے فصحاء بلغاء اس کے مقابلہ میں عاجز آ گئے۔ دینی تعلیم پڑھنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید کا ادب کرے اس کے الفاظ معانی مطالب کی تعظیم کرے۔ اگر اس کی بے ادبی ہوئی تو خطرہ ہے کہ یہ دولت بھی چھین نہ لی جائے اور جو اس کے نظام کے علاوہ نظام لانا چاہے گا اس کی بھی خیر نہیں۔

دوسری نشانی

رسول اللہ، علم دین حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دل میں حضرت محمد الرسول اللہ صلعم کی تعظیم ہو اس سے قرب الٰہی اور عزت و ایمان میں زیادتی ہو گی۔ آپؐ کی بے ادبی سے خطرہ ہے کہ ایمان کی دولت بھی سلب نہ کر لی جائے۔ اللہ تو رب العالمین ہیں، حضورؐ رحمۃ للعالمین ہیں۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین۔

سلمو یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ما جاء الا رحمۃ للعٰلمین

حضور صلعم نے تعظیم کا معیار بھی بتا دیا کہ افراط و تفریط نہ ہو فرمایا لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ بن مریم تعظیم حد سے زیادہ بھی نہ ہو جیسے حضرت عیسےٰؑ کے معجزات کو دیکھ کر حضرت عیسےٰؑ ابن اللہ اور بعض نے خود خدا بنا دیا فرما دیا کہ مجھے ان کی طرح خدا سے نہ ملانا انما انا عبداللہ و رسولہ۔ میرے متعلق عقیدہ یہ رکھو کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا سچا رسول ہوں یعنی مجھے خدا نہ سمجھنا بلکہ اس کا برگزیدہ رسول اور آخری نبی سمجھنا۔

تیسری نشانی

بیت اللہ۔ مسجد حرام جو خدا تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس کی تعظیم بھی طالب العلم کے لیے ضروری ہے۔ بیت اللہ کی بے ادبی سے بھی خطرہ ہے کہ ایمان کی دولت سینوں سے نہ چلی جائے۔ تاریخ گواہ ہے جس نے بیت اللہ کی تعظیم کی وہ کامیاب ہوا جس نے بے ادبی کی وہ نامراد ہوا۔ اصحاب فیل کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ تشریح بھی ہے۔ اشارہ کافی ہے۔

چوتھی نشانی

صلوٰۃ اللہ۔ التزام تعظیم نماز ہے۔ یعنی لا یلتفت یمینا ولا شمالاً نماز میں دائیں بائیں نہ دیکھے۔ یہ بھی بے ادبی میں شمار ہے۔ صفوں کو درست کرے نماز میں دھیان صرف اللہ کی طرف ہو، چھینک اور جمائی لینے سے احتراز کرے۔ کپڑوں اور اعضائے بدن سے مت کھیلے۔ یہ سب آداب صلوٰۃ میں سے ہیں اور طالب دین مولا کے لیے ضروری ہے، تکبر جیسی موذی مرض سے اجتناب کرے۔ زیور تواضع سے اپنے آپ کو آراستہ کرے کیونکہ فرمان ہے من تواضع للہ رفع اللہ جو شخص تواضع کو اپناتا ہے خدا اس کو بلند مقام عطا فرماتا ہے تو اگر علم میں بلند مقام چاہتے ہو تو اپنے میں تواضع کو پیدا کرو۔ علم ناز بھرا محبوب ہے۔ نیاز کرو گے تو ہاتھ آئے گا ورنہ یونہی ترستے رہو گے۔ علم کی ایک بوند بھی نصیب نہیں ہو گی۔ صمد رب کی صفت ہے جو بے نیاز ذات ہے۔ اگر اس دولت کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو پہلے خاک ہونا پڑے گا۔ پھر بے نیاز ذات مہربانی فرمائے گی تو علم کی دولت سے مالا مال کر دے گی۔ مطالعہ بھی چٹائی پر بیٹھ کر کرنا چاہیئے چارپائی اور کرسی وغیرہ پر مطالعہ و تکرار سے احتراز کیا جائے۔ ہر وقت سر پر ٹوپی یا رومال یا پگڑی رکھے کسی وقت سر ننگے نہ چلے نہ پھرے۔ دوسروں کو اپنے سے اچھا سمجھے ان چیزوں کا خیال ضروری ہے۔

چہارم ترک التکاسل والتغافل وتقلیل مشاغل الدنیا

طالب العلم کو چاہیے کہ غفلت اور سستی و کاہلی کو اپنے قریب نہ آنے دے۔ رات دن کوشش کرے۔ محنت سے کام لے کامیاب ہو جائے گا من جدّ وجد اللہ تعالیٰ محنت کرنے والے کی محنت کو ضائع نہیں فرماتے۔ انسان کا کام رات دن کوشش کرنا ہے۔ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ جتنی زیادہ کوشش کرے گا اُتنا ہی زیادہ کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔ زیادہ کھانے پینے سے غفلت پیدا ہوتی ہے اس لیے قلتہ الاکل والنوم ضروری ہے۔ کسی عارف نے کہا ہے ؎

اندرون از طعام خالی دار
تا درو نورِ معرفت بینی

نورِ معرفت حاصل کرنے کے لیے پیٹ کو طعام سے خالی رکھنا ضروری ہے۔ من طلب العلیٰ سہر اللیالی۔ شب بیداری علم و عمل بلند مقام حاصل کرنے کے لیے نسخہ کیمیا ہے حضرت علیؓ کا قول ہے۔ طالب العلم لازم الورع۔ جانب النوم واحذر الشبع کہ طالب العلم کے لیے پرہیزگاری کا التزام اور کثرتِ نوم و کثرتِ طعام سے احتراز ضروری ہے۔ رات کو خوب مطالعہ کرے۔ پھر سرسری نظر سحری کے وقت دوبارہ مطالعہ کرے۔ کیونکہ رات کے آخری حصہ میں مطالعہ کرنے کی بہت سی برکات ہیں اور طالب العلم کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دورانِ تعلیم دُنیوی مشاغل کو کم کر دے یکسوئی کے ساتھ تعلیمی کام میں مصروف رہے، کیونکہ تعلیم کے لیے یکسوئی بھی ضروری ہے۔ اپنے ذہن کو تمام کاموں سے فارغ کرکے صرف تعلیم کی طرف متوجہ کرے گا تو کامیابی سے جلد نوازا جائے گا۔

پنجم التزام رفاقتہ عباد اللہ الصالحین واجتناب رفاقتہ الظالمین۔

طالب العلم کے لیے ضروری ہے کہ نیک لوگوں کی صحبت کا التزام کرے اور ظالموں کی صحبت سے اجتناب کرے۔ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے علم کی اور دین کی عظمت معلوم ہوتی ہے تو علم حاصل کرنے کا شوق زیادہ ہوگا۔ اہل اللہ کی صحبت میں دل کو صفائی میسر ہوتی ہے نفس سرکش کی سرکوبی ہوتی ہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری سے آراستہ ہوگا تو علم آسانی سے حاصل ہوگا۔

من کثر جماعتہ فہو منہم جو جس جماعت کو پسند کرے گا وہ ان میں سے ہوگا کسی نے کہا ہے کہ ؎

صحبت صالح ترا صالح کُند
صحبت طالع ترا طالع کُند

میرا یقین ہے بزرگوں کی صحبت اور اہل اللہ کے فیض سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ کتابوں سے بھی حاصل نہیں ہوتا ؎

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

لیکن بزرگ ہوں حضرت شیخ الہندؒ، حضرت دین پوریؒ، حضرت امروٹیؒ، حضرت ہالیجویؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت لاہوریؒ جیسے صاحب دل اور اہل اللہ۔ جب سے نوجوان مولوی صاحبان نے بزرگوں کی مجالس سے دوری اختیار کی ہے۔ ان کے علم پند ونصائح کا اثر بھی ختم ہو چکا ہے۔ ظالموں کی صحبت سے اجتناب بھی ہر طالب العلم کے لیے ضروری ہے۔ کفر، بدعت، شرک، رسول اللہ کی نبوت کا انکار، صحابہ کے معیارِ حق ہونے کا انکار اور ان پر سب و شتم بھی ظلم عظیم ہے۔ لہٰذا کفار، مشرکین، مبتدعین، منکرین ختم نبوت، مجتہدین، دشمنانِ صحابہ کی مجالس سے احتراز ضرور کرے۔ اس سے بھی علم سے محرومی کا خطرہ ہے۔ جس مجلس میں اللہ رب العزت، رسول اللہ کے جانثار یاروں کی اور آپ کے متبعین علمائے حقانیہ کی بے ادبی ہوتی ہو یا ان کے خلاف زہر پھیلایا جاتا ہو، تمام مسلمانوں کو بالعموم اور طلباء علماء کو بالخصوص ایسی مجالس سے کنارہ کش رہنا نہایت ضروری ہے ورنہ خطرہ ہے کہ بے غیرت بن کر ان کی لغزیات سُننے کی وجہ سے دیا ہوا سب کچھ چھین نہ لیا جائے۔ بُروں کی مجالس و صحبت سے بُرائی کا شوق ہوتا ہے۔ بدعملیوں کی طرف دل راغب ہوتا ہے۔ دل میں اسلام کے متعلق کمزوری پیدا ہوتی ہے اور جو دل ان موذی امراض کا مریض ہو اس میں علم اور نورِ معرفت کا آنا محال ہے تو اس لیے طالب العلم والمعرفت کو بُروں کی مجلسوں سے بچنا لازمی ہے۔

ششم تزکیتہ النفس عن اخلاق الردیئہ من فضول النظر والکلام۔ ہر طالب العلم کے لیے فرض ہے کہ تمام بُرے اعمال بُری عادات سے احتراز کرے۔ حسد، کینہ، غیبت، فحش، فعل و کلام، خلاف شرع حرکات و سکنات اور لایعنی باتوں سے بچے۔ ان سے بچے گا تو علم میں ترقی ہوگی۔ حافظہ ذہانت میں بھی ترقی ہوگی۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں :-

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فارشدنی الی ترک المعاصی
فان العلم نور من الٰہٖ
و نور اللہ لا یوتی لعاصی

کسی بزرگ کا قول ہے طالب العلم لازم الورع کہ طالب العلم کے لیے پرہیزگاری تقویٰ من اللہ ضروری ہے ، جب انسان کے اخلاق و اعمال و عادات خراب ہو جاتے ہیں تو ان کی نحوست سے دل سیاہ اور پلید ہو جاتا ہے ، تو سیاہ پلید دل میں خدا کے علم کا نور کا آنا محال ہے اس لیے علم کے طلبگار کے لیے اخلاق قبیحہ سے بچنا ضروری ہے - اور اپنی نگاہ کی بھی حفاظت کرے - ارشاد باری تعالےٰ ہے وقل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم - ایمان والوں سے کہدو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو - کسی غیر محرم کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھو اور فضول کلام سے بھی اجتناب کرے - حضور صلعم نے فرمایا من حسن الاسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ - عام طور پر طلباء فارغ اوقات فضول باتوں میں ضائع کر دیتے ہیں اس کا نتیجہ بہت ہی برا ہوتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں من کثر کلامہٗ کثر خطائہٗ ومن کثر خطائہٗ قلّ حیائہٗ قلّ ورعہٗ ومن قلّ ورعہٗ مات قلبہٗ ومن مات قلبہ دخل النار - (یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن حکم مرفوع میں ہے) کثرت کلام اور فضول باتوں کا انجام نار ہے اس لیے تمام افعال قبیحہ اور بیجا نظر اور فضول باتوں سے احتراز کرے - یہ ہر طالب علم کے لیے فرض کا درجہ رکھتی ہے -

ہفتم التزام صلوٰۃ خمسہ و اوراد ضروریہ و اعمال صالحہ تلاوت کتاب اللہ و ذکر اللہ و دعا من اللہ -

ہر طالبِ علوم دینیہ کے لیے ضروری ہے کہ پانچ وقت نماز کا اہتمام کرے -

اللہ نے فرمایا :- اقیموا الصلوٰۃ نماز کے نظام کو قائم کرو ، یوں نہیں فرمایا کہ نماز پڑھ لیا کرو جہاں خیال آئے کبھی حجرہ میں ، کبھی مسجد میں ، کبھی جماعت سے ، کبھی بغیر جماعت کے بلکہ نماز کے نظام کو قائم رکھنے کی تاکید کی گئی ہے کہ مسجد میں پانچوں وقت پابندی کے ساتھ اذان کہی جائے - وضو کرکے سب مسجد میں ادب کے ساتھ اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک پڑھ کر داخل ہوں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ نماز سنت ادا کرکے پھر فرض نماز کی انتظار میں ذکر اللہ میں مشغول رہے - دنیوی باتوں سے احتراز کرے - پھر نماز باجماعت ادا کرے اور کوشش کرے کہ تکبیر تحریمہ فوت نہ ہونے پائے - نماز کی تاکید قرآن و احادیث میں کثرت سے کی گئی ہے - نماز کو باقاعدگی سے قائم کیا جائے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور خوشی میں آکر مشکلات آسان فرما دیں گے - نماز کے بعد جو دعا مانگو قبول فرمائیں گے نیز تلاوت قرآن مجید کا التزام کریں -

ارشاد باری تعالےٰ اتل ما اوحی الیک من الکتاب - اتل امر کا صیغہ ہے - فرضیت تلاوتِ کلام مجید معلوم ہو گئی - اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ، ہر وقت پڑھتے رہو - حضور اکرمؐ نے فرمایا ایک حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں - پوچھا گیا بفہم او بغیر فہم تو فرمایا کہ الفاظ پڑھنے کی دس نیکیاں ملتی ہیں - اگر معانی مطالب سمجھ کر پڑھے تو زیادہ ثواب ملے گا - بہر حال روزانہ تلاوتِ کلام کا التزام سارے دن کے اسباق کا مطالعہ اور استاد کی تقریر کا سمجھنا آسان ہوگا اور علم میں برکت ہوگی - آج کل طلباء قرآن و حدیث کی طرف توجہ کم دیتے ہیں - منطق ، فلسفہ ، ریاضی وغیرہ کی طرف توجہ زیادہ - حالانکہ اسلافؒ نے ان فنون کی کتاب کو شاملِ درس اس لیے فرمایا تھا کہ یہ آلہ ہیں قرآن و حدیث سمجھنے کا - لیکن آج مقصود اصلی کی طرف توجہ نہیں دیتے اور غیر مقصود پر ساری زندگی صرف کر دی جاتی ہے - بعض ایسے فارغ التحصیل طالب العلم بھی ملتے ہیں جن کو ایک آیت کا صحیح ترجمہ نہیں آتا اس لیے قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے معانی و مطالب کی طرف دھیان کرنا - اور اس کی اشاعت میرے نزدیک جہادِ اکبر ہے -

طلباء کے لیے اوراد ضروریہ میں سے التزام ذکر اللہ بھی ہے - چلتے پھرتے ، اٹھتے بیٹھتے خدا کی یاد دل میں خدا کا نام زبان پر جاری ہو - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ وسلم یذکر اللہ علیٰ کل احیان - حضور اکرم ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہتے تھے - نماز کے اوقات مقرر ہیں - ذکر اللہ کا کوئی وقت مقرر نہیں - ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہو زبان سے یا دل سے -

واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ، ولذکر اللہ اکبر -

اللہ کا ذکر بہت بڑی دولت ہے جس کو نصیب ہو جائے - کامیاب ہو گیا ارشاد خاتم الانبیاءؐ مثل الذی یذکر ربہ والذی لایذکر مثل الحی والمیت - اللہ کا ذکر کرنے والا زندہ اور نہ کرنے والا مردہ کی مانند ہے - ارشاد سید الرسلؐ - لکل شیٔ جلاء و جلاء القلب ذکر اللہ جو شخص دل کی صفائی اور قلب کو روشن کرنا چاہتا ہے -

اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے دل روشن اور صاف ہو گا تو علم کا حاصل کرنا سہل ہو جائے گا۔ دین الٰہی کے طالب کے لیے ضروری ہے۔ دعا من اللہ کا بھی التزام کرے۔ ارشاد باری ہے۔ وقال ربکم ادعونی استجب لکم رب کا ارشاد ہے۔ مانگنا تمہارا کام دینا میرا کام، تمہارے مانگنے کی دیر ہے میرے دینے کی دیر نہیں۔ حضور اکرم صلعم بھی ہر وقت دعا فرمایا کرتے تھے۔ رب زدنی علما تو اللہ نے محبوب کی دعا کو قبول فرمایا۔ اب قیامت تک آپ کے علم میں ترقی ہوتی رہے گی، اس لیے ہر طالب ہر نماز کے ساتھ ہر وقت دعا کا التزام کرے۔ سبق مطالعہ تکرار سے پہلے تین دفعہ درود شریف پڑھے۔ سات دفعہ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ پھر سات دفعہ رب شرح لی صدری ویسرلی امری واحلل العقدۃ من لسانی۔ سات دفعہ رب زدنی علما آخر میں پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر دم کرے تو انشاء اللہ علم میں حافظہ میں ذہانت میں ترقی ہوگی۔

ہشتم التزام المطالعہ والمذاکرہ والحفظ والکتابۃ ما تعلیم۔ ہر طالب کو چاہیے کہ جو کتاب شروع کرے۔ رات اور سحری کو مطالعہ کا التزام کرے۔ مطالعہ کرتے وقت پہلے عبارت کے الفاظ پر غور کرے۔ صیغہ جات معلوم کرے۔ اس کے ساتھ الفاظ کی تصحیح ہوگی۔ معانی و مطالب میں مدد ملے گی۔ پھر ترکیب کا خیال کرے۔ اس کے ساتھ معانی و مطالب آسانی سے سمجھ آسکیں گے۔ اس کے بعد سلیس معانی و مطالب کی طرف دھیان کرے۔ اور باقاعدہ پورا حاشیہ پڑھے اور اگر ہو سکے تو اس فن کی پہلی کتاب میں بھی اس مقام کو دیکھ لے۔ مثلاً کوئی طالب العلم شرح جامی پڑھتا ہے تو کافیہ کے اس مقام کو دیکھ لے۔ تاکہ اجمالی خاکہ ذہن نشین ہو جائے۔ مطالعہ کے ساتھ مشکل کتاب کے حل کرنے کا ملکہ اور کتاب دانی کا ملکہ حاصل ہوتا ہے۔ طالب کوشش کرے کہ کبھی بغیر مطالعہ کے سبق نہ پڑھے، کیونکہ بغیر مطالعہ کے سبق پڑھے گا تو سبق میں بے جا سوال کرنے کی وجہ سے شرمسار ہوگا۔ تجربہ یہی ہے کہ مطالعہ نہ کرنے والے طلباء ہمیشہ علم سے محروم رہتے ہیں۔ اس لیے تعلیم کے لیے مطالعہ بہت ضروری ہے۔ مطالعہ کے بعد اچھی طرح استاذ کی تقریر کو سبق میں سمجھے حتیٰ کہ تشفی ہو جائے۔ پھر ہم درس ساتھیوں کے ساتھ اور علیحدہ بھی سبق کا بار بار تکرار کرے۔ ہر روز اسی دن کے اسباق کو دہرائے اور ہفتہ کے بعد پورے ہفتہ کے اسباق دہرائے اور خصوصی و اہم مقامات کو یاد کرنے کے بعد قلمبند کرے۔ جس مسئلہ میں تردد ہو اس کو ادب ملحوظ رکھتے ہوئے استاد سے ضرور پوچھے اس میں شرم قطعاً محسوس نہ کرے۔

نہم التزام استقلال۔ تعلیم میں استقلال بھی نہایت ضروری ہے الاستقامۃ خیر من الف کرامۃ۔ کرامت سے استقامت بڑی دولت ہے۔ دل لگا کر استقلال و استقامت کے ساتھ پڑھے یہ نہ ہو کہ کبھی اسباق میں حاضر ہو کبھی نہ ہو۔ غالباً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد مبارک ہے۔ ؎

الزم الدرس ولا تفارقہ

ان بالدرس علم ترتفع

اسباق میں ناغہ خطرناک آفت ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے، کہ شوق میں کمی ہو جاتی ہے۔ پڑھائی سے دل گھبرانے لگتا ہے پڑھا ہوا بھول جاتا ہے اور آفۃ العلم النسیان۔ علم کو پڑھ کر بھلا دینا بہت بڑی آفت ہے اس لیے ہر طالب کے لیے ضروری ہے کہ بلا ناغہ باقاعدہ ہمت سے محنت سے پڑھائی میں لگا رہے انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوگا اور استقلال ایسا ہو کہ مرتے دم تک ساری زندگی علم حاصل کرتا رہے۔

دہم معرفۃ فضائل العلم والنتائج۔ یعنی علم دین کی فضیلت اور اس کے نتائج معلوم کرے تاکہ علم حاصل کرنے میں شوق زیادہ ہو۔ اور علم حاصل کرنے میں اگر تکالیف بھی آئیں تو ان کو بطیب نفس برداشت کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ علم بڑی قیمتی متاع ہے ایسی وفادار دولت کہ کوئی راہزن اسے لوٹ کر چرا نہیں سکتا اور اس کو جتنا خرچ کیا جائے کم ہونے کی بجائے زیادہ ہوتی ہے۔ شیطان لعین کے مقابلہ کے لیے علم جیسا مضبوط ہتھیار کوئی نہیں۔ اسی لیے فرمایا فقیہٌ واحد اشد علی الشیطن من الف عابد علم کے ہتھیار کی بدولت ایک فقیہ عالم ہزار ان پڑھ عابدوں سے شیطان پر زیادہ قوی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنا کم۔ اس حدیث میں کتنے علم کی فضیلت کا بیان ہے کہ علم کی وجہ سے عالم کی شان عابد غیر عالم پر اتنی بلند ہے جتنا رسول اکرم صلی اللہ وسلم کی شان عام امتی سے بلند ہے۔ اور نتیجہ علم سعادت دارین ہے۔ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک علماء کی شان تمام لوگوں سے زیادہ ہے اور آخرت میں بھی ان کا رتبہ بلند ہے۔

تلک عشرۃ کاملۃ

سفر حج اور پردہ

قاری عبدالکریم ہیلسوی

۱- حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ایسا جہاد ہے جس میں قتال نہیں اور وہ حج اور عمرہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

۲- ایک حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضؓ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا۔ یارسولؐ اللہ! ہم دیکھتی ہیں کہ جہاد سب اعمال سے افضل ہے کیا ہم عورتیں جہاد نہ کیا کریں۔ حضور نے فرمایا تمہارے لیے افضل جہاد حج مقبول ہے۔

۳- ایک حدیث میں ہے کہ بچے اور بوڑھے اور ضعیف آدمیوں کا اور عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔ (کنز)

۴- ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حج کے موقعہ پر عورتوں سے ارشاد فرمایا کہ یہ حج ہے جو تم کر رہی ہو، اس کے بعد اپنے گھر کے بوریوں پہ رہنا۔

اس حدیث پاک کی وجہ سے امہات المومنین میں سے حضرت زینب رضؓ اور حضرت سودہ رضؓ نے تو اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا اور یہ فرمایا کرتی تھیں کہ جب ہم نے حضورؐ سے خود یہ ارشاد سنا ہے پھر کیسے گھر سے سفر کے لیے نکلیں؟

۵- ایک حدیث میں ہے کہ کوئی مرد ہرگز کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا مکان میں نہ رہے اور کوئی عورت ہرگز بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ (مشکوٰۃ)

۶- ایک حدیث میں ہے کہ عورت پردہ کی چیز ہے۔ جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے اور اس کی فکر میں رہتا ہے۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ جس جگہ تنہا اجنبی مرد و عورت ہوں گے وہاں تیسرا شیطان ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

۷- ایک حدیث میں ہے کہ نامحرم عورتوں کے پاس جانے سے بہت بچو۔ کسی نے عرض کیا کہ حضورؐ! اگر دیور ہو؟ حضورؐ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔ (مشکوٰۃ)

موت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے ہلاکت کے اسباب بوجہ ہر وقت کے قرب کے بہت زیادہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ بسا اوقات اجنبی مردوں کے ساتھ تنہا مکان میں رہ جانے کی نوبت آجاتی ہے اور بغیر محرم کے تو سفر جائز ہی نہیں، چاہے تنہا رہنے کی نوبت آئے یا نہ آئے۔ پس اس صورت میں نیکی برباد گناہ لازم کا قصہ ہو جاتا ہے۔

ان احادیث مبارکہ کو غور سے پڑھیں!

کہ کس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج جیسے مقدس سفر میں

عورت کے لئے پردہ

لازم قرار دیا ہے

کیا اس کے بعد

عورتوں کے لئے فوٹو

لازم قرار دینے کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

الحذر! الحذر!!

ثمرات الاوراق
مسلسل

انتخاب لاجواب

مذہبی رواداری

علامہ طحطاوی نے نقل کیا ہے کہ قاضی ابوعاصم عامری ایک حنفی عالم تھے۔ ایک مرتبہ وہ مشہور شافعی عالم علامہ قفال کی مسجد میں مغرب کی نماز پڑھنے گئے۔ شافعی مسلک میں تکبیر کہتے وقت شہادتیں (اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً الرَّسُولُ اللہ) اور حیعلتین (حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح) صرف ایک ایک مرتبہ کہے جاتے ہیں اور حنفی مسلک میں دو دو مرتبہ۔ علامہ قفال نے قاضی ابوعاصم کو مسجد میں دیکھا تو ان کے احترام کی وجہ سے مؤذن کو حکم دیا کہ آج تم تکبیر کے کلمات دو دو مرتبہ کہنا۔ اس کے بعد انہوں نے قاضی ابوعاصم سے نماز پڑھانے کو کہا تو قاضی صاحب نے نماز پڑھاتے وقت سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ جہراً پڑھی اور نماز کے کئی دوسرے افعال بھی شافعی مسلک کے مطابق ادا کیے۔

(طحطاوی: حاشیہ درمختار، ص: ۵۰ جلد اوّل طبع مصر)

ہمنشین کی رعایت

حضرت ابوعلی دقاق فرماتے تھے کہ حضرت حاتم اصم جو تیسری صدی ہجری کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں۔ ان کے پاس ایک عورت آئی اور ایک مسئلہ دریافت کرنے لگی۔ اس وقت اتفاقاً آواز کے ساتھ اس کی ریح خارج ہوگئی جس سے اس کو سخت شرمندگی ہوئی حضرت حاتم نے اس کو محسوس کیا تو ایسا ظاہر کیا کہ وہ بہرے ہیں، سُنتے نہیں۔ اس سے کہا ذرا بلند آواز سے کہو کیا کہتی ہو۔ عورت نے جب یہ سمجھا کہ یہ بہرے ہیں تو اس کی شرمندگی زائل ہوگئی کہ انھوں نے آواز نہ سُنی ہوگی۔ اس وقت سے ان کا نام حاتم اصم مشہور ہو گیا۔ (روح تصوف صدا، مؤلفہ حضرت تھانویؒ)

صحت توبہ کی علامت

بوشنجیؒ متوفی ۳۴۸ھ سے توبہ کے متعلق پوچھا گیا۔ تو فرمایا

خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل صاحب مدظلہ نے فرمایا جب تم کو وہ گناہ یاد آوے مگر یاد آنے پر اس کی لذت محسوس نہ ہو پس یہ ہے صحیح توبہ۔ یعنی یہ امر طبعی ہے کہ گناہ کے تصور سے بھی نفس میں ایک گونہ لذت محسوس ہوتی ہے۔ پس توبہ کے کامل اور مقبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے تصور سے یہ لذت بھی محسوس نہ ہو۔

صرف ذکرِ لسانی بھی نعمت ہے

حضرت ابوعثمان متوفی ۲۹۸ھ سے کہا گیا کہ ہم اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں مگر اپنے دلوں میں حلاوت نہیں پاتے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر کرو کہ اس نے تمہارے اعضاء میں سے ایک عضو یعنی زبان کو اپنی طاعت وعبادت میں لگا رکھا ہے۔

وساوس شیطانیہ اور خطرات نفسانیہ میں فرق:

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جو وسوسہ کسی معصیت کا دل میں دفعۃً واقع ہوا اور بار بار اس معصیت کا تقاضا نہ ہو تو وہ ابلیس کی طرف سے ہے اور اگر ایک ہی معصیت کا تقاضا قلب میں بار بار پیدا ہو تو وہ نفس کی طرف سے ہے۔ وساوس کا علاج یہ ہے کہ صوم و صلوٰۃ اور مجاہدات سے اس کا مقابلہ کیا جائے۔

فائدہ: وجہ یہ ہے کہ شیطان لعین کی غرض تو صرف یہ ہے کہ بندہ کسی معصیت میں مبتلا ہو جائے۔ اگر ایک معصیت کے خیال کو دفع کر دیا تو دوسری کسی معصیت کا وسوسہ ڈالنے میں بھی اس کا مقصد حاصل ہے۔ اسی ایک معصیت کے درپے ہونے کی اس کو ضرورت نہیں۔ بخلاف نفس کے وہ اپنی ایک خواہش پورا کرنے کے درپے ہے جب تک وہ پوری نہ ہوگی، یا مجاہدات سے اس کا مقابلہ نہ کیا جائے گا اس کا تقاضا جاری رہے گا۔ (روح تصوف)

مصائب میں مبتلا ہونے کی مختلف صورتیں اور ان کی علامات :

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ نے ارشاد فرمایا کہ انسان پر جو آفات و مصائب آتے ہیں اس کی مختلف وجوہ ہوتی ہیں۔ کبھی قہرِ خداوندی ہوتا ہے اور کبھی اس شخص کا کفارۂ سیئات منظور ہوتا ہے اور کبھی بلندیٔ درجات۔

حضرت شیخؒ فرماتے ہیں کہ جو ابتلاء بطور سزا و عقوبت ہوتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ مصیبت کے وقت اس کو صبر نہیں ہوتا۔ جزع فزع میں گرفتار ہوتا ہے اور مخلوق سے شکایت کرتا ہے اور جو ابتلاء کفارہ سیئات کے لیے ہوتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ مصیبت کے وقت صبرِ جمیل کی توفیق ہوتی ہے۔ شکایت اور جزع و فزع اور تنگیٔ دل نہیں ہوتی۔ اور طاعات و عبادات کی ادائیگی میں مشکل نہیں ہوتی۔ اور جو ابتلاء رفع درجات کے لیے ہوتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ رضا بہ قضا پائی جاتی ہے۔ اور نفس میں طمانیت اور سکون محسوس ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مصیبت دور ہو جاتے۔

ابنِ جوزی اور خدمتِ علم

سبط ابن جوزی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا (شیخ ابن جوزی) کو ایک بار سرِ منبر یہ کہتے سنا کہ میں نے اپنی ان انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھی ہیں۔ جس شیخ وقت نے ڈھائی سو کتابیں تصنیف کر ڈالی ہوں اس کا دو ہزار جلدیں لکھ لینا ناممکن نہیں۔

جن قلموں سے انھوں نے حدیث شریف کی کتابیں لکھی تھیں ان کا تراشہ جمع کرتے گئے تھے۔ جب وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ میرے غسل کا پانی انہی تراشوں سے گرم کیا جائے۔ چنانچہ جس پانی سے ان کو غسل دیا گیا اس کے نیچے وہی پاک ایندھن جلایا گیا تھا۔

بقیہ مجلس ذکر

اولاد باپ کا سرمایہ جو جمع شدہ ہے تباہ کر کے خاندان کی رسوائی کا باعث ہوگی۔

اسی طرح وہ مال جو حلال طریق سے کمایا اور اپنی زندگی میں مصارف خیر میں لگا دیا۔ مسجد بنائی، مدرسہ میں دے دیا، غریبوں کی خدمت کر دی، سرائے بنوا دی، کنواں بنا دیا۔ تو وہ یقیناً کام آئے گا۔ لیکن حرام جو جمع کیا ہے وہ مرنے کے بعد لڑائی جھگڑے کا باعث ہوگا۔ اس لیے اس معاملہ میں خاص احتیاط کی ضرورت ہے۔ اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت اور مال کے معاملہ میں آمد و صرف پر سخت کنٹرول اور حلال کے حصول کی کوشش اور صحیح جگہ پر خرچ کرنے کا خاص اہتمام ضروری ہے۔ ورنہ نہ وہ مال کسی کام آئے گا اور نہ اولاد کسی کام آئے گی۔ اس لیے تو میں کہتا ہوں کہ وہ مال اور اولاد کس کام کے جو ذلت و تباہی کا موجب بنیں۔ اللہ والوں کا یہی کام و کمال ہے کہ انسانی قلوب کو مانجھ کر انہیں ذکر الٰہی کا داعیہ اور شوق پیدا کر دیتے ہیں۔ اور جب آدمی کو اپنی اصلاح ہو جائے تو پھر اولاد کی طرف بھی متوجہ ہو جاتا ہے۔ اللہ توفیق دے دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق بخشے!

ماخوذ من الدر المنثور

تحقیق الامام جلال الدین السیوطی

ترتیب وتلخیص: زاہد الراشدی

علم وحکمت اور فقہ

ارشاد باری تعالٰی ہے۔ "وہ جسے چاہتے ہیں حکمت عطا فرماتے ہیں اور جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی اور اس بات کو عقلمند ہی سمجھ سکتے ہیں" (البقرۃ)

ابن جریرؒ ابن المنذرؒ ابن ابی حاتمؒ اور نحاسؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ حکمت سے مراد قرآن پاک کی معرفت ہے یعنی ناسخ ومنسوخ۔ محکم ومتشابہ اور مقدم ومؤخر آیات کا علم اور حلال وحرام کی پہچان اور اس جیسے دیگر احکام کی معرفت

• ابن ابی حاتمؒ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حکمت سے مراد قرآن پاک کی تلاوت اور اس میں غور وفکر ہے

• عبد بن حمیدؒ حضرت مجاہدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ حکمت سے مراد اصابتِ رائے ہے۔

• ابن ابی حاتمؒ حضرت ابوالعالیہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ حکمت سے مراد خشیت خداوندی ہے کیونکہ اللہ سے ڈر ہر حکمت کی جڑ ہے اسی لئے اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالٰی سے اس کے علم والے بندے ہی ڈرتے ہیں۔

• امام احمدؒ حضرت خالد بن ثابت الربعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب زبور کی ابتداء میں یہ آیت لکھی ہوئی دیکھی ہے کہ "حکمت کی بنیاد اللہ تعالٰی کا خوف ہے"

• ابن ابی حاتمؒ حضرت مطر الوراقؒ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ حکمت خشیت الٰہی اور رب کی پہچان کا نام ہے۔

• ابن ابی حاتمؒ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا حکمت عقل کو کہتے ہیں اور میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ حکمت سے مراد دین کی سمجھ ہے اور وہ چیز ہے جو اللہ تعالٰی اپنی رحمت اور فضل کے ساتھ دلوں میں داخل کرتے ہیں اس بات کو اس مثال سے سمجھ سکتے ہو کہ ایک شخص ہے جسے تم دنیا کے معاملہ میں تجربہ کار اور سمجھ دار دیکھتے ہو اور ایک اور شخص ہے جس کا فہم دنیاوی معاملات میں کمزور ہے لیکن دینی معاملات کو جانتا ہے اور بصیرت رکھتا ہے جو اللہ تعالٰی نے اسے عطا فرمائی ہے پس اسے اللہ تعالٰی نے دین کی سمجھ عطا فرمائی لیکن دنیاوی سمجھ سے محروم رکھا ہے پس حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کے دین میں انسان کو سمجھ حاصل ہو۔

• ابن ابی حاتمؒ حضرت مکحولؒ سے نقل کرتے ہیں کہ قرآن پاک نبوت کے ۷۲ اجزاء میں سے ایک جزو ہے اور یہی حکمت ہے اور اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر عطاء کی گئی۔

• بیہقیؒ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے قرآن پاک کا تیسرا حصہ پڑھا اسے علم نبوت کا تیسرا حصہ مل گیا جس نے نصف پڑھا اسے (علم) نبوت کا نصف حصہ مل گیا جس نے دو حصے پڑھا اسے (علم) نبوت کے دو حصے مل گئے اور جس نے پورا قرآن پڑھ لیا اسے (علم) نبوت مل گیا اسے قیامت کے روز کہا جائے گا قرآن پاک پڑھتا جا اور ہر آیت کے ساتھ (جنت کی) ایک منزل چڑھتا جا حتیٰ کہ جب وہ سارا قرآن پڑھ لے گا اسے کہا جائے گا۔ رک جا وہ رک جائے گا پھر اسے کہا جائے گا کیا تو جانتا ہے کہ تیرے ہاتھوں میں کیا ہے؟ اچانک وہ ہاتھوں میں دیکھے گا تو اس کے دائیں ہاتھ میں خلود (ہمیشگی کا پروانہ) اور بائیں ہاتھ میں نعیم (نعمتوں کا پروانہ) ہوگا۔

• طبرانیؒ حاکمؒ اور بیہقیؒ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پاک پڑھ لیا اس نے (علم) نبوت

کو اپنے دو پہلوؤں کے درمیان پا لیا اِلّا یہ کہ اس پر وحی نازل نہیں ہوتی اور جس نے قرآن کریم پڑھا اور یہ سمجھا کہ اس سے بڑھ کر بھی کسی کو فضیلت والی کوئی اور چیز دی گئی ہے تو اس نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے حقیر قرار دی ہوئی چیز کو بڑا سمجھا اور عظیم قرار دی ہوئی چیز کو حقیر سمجھا (یعنی معاذ اللہ قرآن پاک کی بے حرمتی کی) اور صاحبِ قرآن کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ قطع رحمی کرنے والوں کا ساتھی نہ بنے اور جاہلوں کا ساتھی نہ بنے جبکہ اس کے سینے میں قرآن پاک ہے۔

• حاکمؒ حضرت عبداللہ بن ابی نہیک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جس نے قرآن پاک کے ساتھ غناء حاصل نہ کیا وہ ہم سے نہیں سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں کہ غناء بالقرآن سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک پڑھنے والا دوسری تمام باتوں سے بے نیاز ہو جائے۔

• طبرانیؒ اور بیہقیؒ حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے بنو فلاں کا مالِ غنیمت خریدا ہے اور اس سے بڑا نفع کمایا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ نفع دینے والی بات نہ بتاؤں؟ اس نے کہا کیا ایسی کوئی چیز موجود ہے؟ فرمایا وہ آدمی جس نے دس آیات قرآنی کا علم حاصل کیا اس نے تم سے زیادہ نفع کمایا وہ شخص واپس گیا اور دس آیتیں سیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی۔

• ابن ابی شیبہؒ اور طبرانیؒ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ وہ جب کسی کو قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھاتے تو اس کے ساتھ کہتے تھے کہ اس کو سیکھ لے یہ تمہارے لئے زمین و آسمان کے درمیان کے تمام خزانوں سے بہتر ہے۔

• طبرانیؒ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا اگر تم میں سے کسی شخص کو کہا جائے کہ صبح فلاں بستی تک جاؤ تمہیں چار اونٹنیاں ملیں گی وہ کہے گا کہ کب میرے لئے صبح ہو گی لیکن اگر کسی شخص نے صبح کو ایک آیت اللہ تعالےٰ کی کتاب سے سیکھ لی یہ اس کے لئے [illegible] اونٹنیوں سے بہتر ہے۔

• بیہقیؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے تاجروں کے گروہ! کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ جب بازار سے واپس جانے لگو تو قرآن پاک کی دس آیتیں پڑھ لیا کرو؟ اللہ تعالےٰ ہر آیت کے بدلے نیکی مرحمت فرمائیں گے

• بزارؒ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں قرآن پاک پڑھا جاتا ہو اس میں خیر کی کثرت ہوتی ہے اور جس گھر میں قرآن پاک نہ پڑھا جاتا ہو اس میں خیر کم ہوتی ہے

• ابونعیمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پاک غنیٰ ہے اس (کے حصول) کے بعد کوئی محتاجی نہیں اور اس کے سوا غناء (بے نیازی) نہیں ہے۔

• بخاریؒ نے تاریخ میں اور بیہقیؒ نے رجاء غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک یاد کرنے کی توفیق دی پھر اس نے یہ گمان کیا کہ اس سے زیادہ نعمت کسی اور کو بھی دی گئی ہے تو اس نے اللہ تعالےٰ کی عظیم نعمت کو (معاذ اللہ) حقیر سمجھا ہے۔

• بیہقیؒ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر احترام کے قابل ہستی اس بات کو پسند کرتی ہے کہ اس کے ادب کا حق ادا کیا جائے اور اللہ تعالےٰ کا ادب قرآن پاک ہے اس لئے تم نہ چھوڑنا۔

• عبد بن حمیدؒ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں جو آیت بھی نازل کی ہے۔ اس کے بارے میں چاہتے ہیں کہ بندے اس لئے سیکھیں اور اس سے اللہ کی مراد معلوم کریں۔

• عبد بن حمیدؒ حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے زمین سے علم اٹھایا جائے گا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قرآن پاک اٹھا لیا جائے گا؟ فرمایا نہیں بلکہ قرآن کو صحیح طور پر جاننے والے دنیا سے رخصت

ہو جائیں گے اور وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو اپنی ہی خواہشات کے مطابق قرآن کی تفسیر کرتے پھریں گے

• ابن ابی شیبہؒ احمدؒ ابن جریرؒ ابن المنذرؒ اور مرہبیؒ حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی رضؓ ہمیں قرآن پاک پڑھایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیات سیکھتے تھے تو اس وقت دوسری دس آیات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے جب تک پہلی دس آیات کا پورا علم حاصل نہیں کر لیتے تھے اور ان پر عمل نہیں کر لیتے تھے۔

• طبرانیؒ حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کا ایک حصہ گزار لیا اور ہم میں سے ہر شخص کو قرآن پاک سے پہلے ایمان دیا گیا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کی کوئی سورۃ نازل ہوتی تو ہم اس میں حلال اور حرام کو سیکھتے تھے اور جہاں ٹھہرنا ہوتا تھا اس جگہ کو پہنچانتے تھے جیسے تم لوگ قرآن کریم کو جانتے ہو پھر میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جنہیں ایمان سیکھنے سے پہلے ہی قرآن مل گیا پس وہ سورۃ الفاتحہ سے آخر تک سارا قرآن پڑھ جاتے ہیں لیکن انہیں پتہ نہیں چلتا کہ قرآن اسے کس چیز کا حکم دیتا ہے اور کس چیز سے روکتا ہے نہ اسے قرآن میں وقوف کی جگہ کا پتہ چلتا ہے اور وہ (معاذ اللہ) ردی کھجوروں کی طرح آیتیں بکھیرتا چلا جاتا ہے۔

• ترمذیؒ نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانائی کا کلمہ مومن کی گمشدہ چیز ہے وہ جس جگہ اسے پالے اس کا زیادہ حقدار ہے۔

• احمدؒ اور ابو نعیمؒ حضرت مکحولؒ کے واسطہ سے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے میرے بیٹے! تجھ پر علماء کی مجلس میں بیٹھنا ضروری ہے اور حکماء کا کلام ضرور سنا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دل کو حکمت کے نور کے ساتھ اس طرح زندہ کر دیتے ہیں جسے طرح موسلا دھار بارش سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔

• بخاری مسلم نسائیؒ اور ابن ماجہؒ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد (رشک) صرف دو آدمیوں کے ساتھ کرنا چاہیئے ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور اس نے اسے حق کے راستے میں صرف کر دیا دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو حکمت سکھاتا ہے۔

• بخاریؒ، مسلمؒ ابن ماجہؒ اور ابو یعلیٰؒ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں اور جسے دین کی سمجھ نہیں ملتی اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔

• بزارؒ اور طبرانیؒ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بہتری کا ارادہ کرتے ہیں — دین کی سمجھ دیتے ہیں اور اسے ہدایت کا راستہ دکھاتے ہیں

• طبرانیؒ بزارؒ اور مرہبیؒ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم کی فضیلت سے بڑھ کر ہے اور تمہارا اچھا دین پرہیزگاری ہے

• طبرانیؒ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھوڑا علم زیادہ عبادت سے بہتر ہے اور ایک آدمی کیلئے علم نقابت کرتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور ایک آدمی کے لئے اتنی جہالت کافی ہے کہ وہ اپنی رائے پر خوش ہوتا رہے۔

• طبرانیؒ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی کمائی کرنے والا اس سے اچھی کمائی نہیں کر سکتا کہ علم کی فضیلت حاصل کرے اور اپنے ساتھی کو ہدایت کا راستہ دکھائے [illegible] ہے کاموں سے روکے اور کسی شخص کا دین اس وقت تک سیدھا نہیں ہو سکتا جب تک اس کی عقل سیدھی نہ ہو۔

• ابن ماجہؒ حضرت ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذرؓ! یہ بات کہ تو صبح کو علم کا ایک باب حاصل کرے اس پر عمل کرے یا نہ کرے تیرے لئے ایک ہزار رکعت نماز سے بہتر ہے۔

• مرہبیؒ طبرانیؒ دارقطنیؒ اور بیہقیؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

(باقی ۲۶ پر)

شریعت کے استحکام کی بنیادیں

شیخ محمد المدنی ، ترجمہ: عارف اقبال

(قسط دوم)

سود کی حرمت

سود کے معاملہ میں بھی قرآن نے یہی طرزِ عمل اختیار کیا۔ جاہلیت میں سود کا عام رواج تھا جو قدیم زمانے سے چلا آرہا تھا۔ کیا اسلام نے اچانک سود کو حرام قرار دے کر لوگوں کو یکدم اس سے کنارہ کش ہو جانے پر مجبور کیا؟ نہیں بلکہ سود کی تحریم بھی شراب کی طرح چار مراحل میں ہوئی اور دونوں کے معاملے میں مکمل یکسانیت ہے ۔ دونوں جگہ پہلا مرحلہ مکّی دور میں آیا اور آخری تین مراحل مدینہ میں تکمیل پذیر ہوئے سود کے بارے میں سب سے پہلے مکّی سورۃ الرّوم ۳۰ میں ارشاد ہوا۔ پ ۲۱ آیت ۳۸

وما اٰتیتم من رّبًا لیربوا فی
اموال النّاس فلا یربوا عند اللہ وما
اٰتیتم من زکوٰۃٍ تریدون وجہ اللہ
فاولٰئک ھم المضعفون

ترجمہ: اور جو چیز تم اس غرض سے دوگے کہ وہ لوگوں کے مال میں پہنچ کر زیادہ ہو جائے تو یہ خدا کے نزدیک زیادہ نہیں ہوتی۔ اور جو زکوٰۃ دوگے اللہ کی رضا طلب کرتے ہوئے تو ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے پاس بڑھاتے رہیں گے۔

یہ آیت بس ایک خبر دیتی ہے کہ اللہ سود میں برکت نہیں دیتا۔ یہاں سود کی تحریم سے تعرض نہیں کیا گیا۔

شراب کے معاملہ میں یہ اس آیت سے مشابہ ہے کہ

تتخذون منہ سکرًا ورزقًا حسنًا۔

جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شراب پاکیزہ چیز نہیں ہے

سود کے سلسلہ میں دوسری آیت یہ نازل ہوئی۔

فبظلم من الّذین ھادوا
حرّمنا علیھم طیّبٰتٍ اُحلّت
لھم وبصدھم عن سبیل اللہ
کثیرًا ۙ واخذھم الرّبوا وقد نھوا
عنہ واکلھم اموال النّاس بالباطل ط

(سورہ النّساء ع ۲۲ آیت ۱۶۰ پ ۶)

ترجمہ: یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر طیبات کو حرام کر دیا جو اُن کے لیے حلال تھیں اور اللہ کی راہ سے بہت زیادہ روکنے کی وجہ سے اور ان کے سود لینے کی وجہ سے ، حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا اور لوگوں کا مال ناحق کھانے کی وجہ سے۔

یہاں پر بنی اسرائیل کا صرف ایک رویّہ بیان کیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل ممانعت کے باوجود سود لے کر اللہ کو ناراض کرتے تھے ، لیکن مسلمانوں کے لیے سود کی ممانعت بصراحت نہیں کی گئی۔ اگرچہ بنی اسرائیل اور سود کے اس طرح کے ذکر سے ذہنوں کو یہ سوچنے کے لیے تیار کیا گیا کہ کسی دن مسلمانوں کے لیے بھی سود حرام قرار دیا جاسکتا ہے۔

یہ دوسرا مرحلہ شراب کے سلسلہ میں اس آیت سے مشابہت رکھتا ہے

یسئلونک عن الخمر والمیسر۔

تیسرے مرحلہ میں سود کے بارے میں یہ حکم آیا۔

یا ایّھا الّذین اٰمنوا لا تاکلوا الرّ

اضعافاً مضاعفۃً (پ۴ سورہ آل عمران ع۳ - آیت ۱۳۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! دوگنا چوگنا سود مت کھاؤ۔

کئی گنا سود لینے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ جزئی تحریم تھی کہ سود کی بعض صورتوں کو حرام قرار دیا گیا اور بعض کی طرف سے سکوت برقرار رہا۔ یہ تحریم خمر سے اس مرحلے سے مشابہ ہے۔ جبکہ شراب کی جزئی تحریم کی گئی تھی۔ لا تقربوا الصّلوٰۃ وانتم سکاریٰ۔

اس کے بعد تحریم ربوا کے سلسلہ میں چوتھا اور آخری مرحلہ آیا۔

یا ایھا الّذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و ذروا
ما بقی من الرّبوا ان کنتم مؤمنین۝
فان لّم تفعلوا فاذنوا بحربٍ مّن اللّٰہ
ورسولہٖ۝ وان تبتم فلکم رءوس
اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون۝

(پ۳ سورہ البقرہ ع۲ آیت ۲۸۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر تم مومن ہو تو سود کا باقی رہ جانے والا حصہ چھوڑ دو۔ اگر تم یہ نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے اصل مال تمہارے لیے ہیں۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

اصحاب نزول کی روایت کے مطابق یہ آخری آیت ہے جو قرآن میں سود کے متعلق نازل ہوئی اس آیت نے سود کی قطعی حرمت بیان کر دی خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور یہ تحریم خمر کے سلسلہ کی آخری آیت یا ایھا الّذین اٰمنوا انّما الخمر والمیسر الخ سے مماثل ہے۔ دونوں کا بیان واضح اور حکم مفصّل اور قطعی ہے اسلوب ایسا ہے جس سے معاملہ کا قطعی فیصلہ ظاہر ہوتا ہے ایسی تحریم جس میں کوئی شک نہیں، کوئی اشتباہ نہیں۔ سابقہ تین مراحل سے گزر کر، ذہن اس فیصلہ کے لیے تیار ہو چکے تھے چنانچہ اس آخری مرحلہ میں ایک واضح قوی اور مؤثر اسلوب کے ذریعہ اس کا نفاذ کر دیا گیا۔

اس تفصیل سے ہمارے اس قول کی صداقت آپ پر واضح ہو گئی کہ قرآن کریم نے پوری شریعت کا نفاذ ایک ساتھ نہیں کیا بلکہ اس نے معاشرہ کے رجحانات اور ذہنی کیفیّات کا پورا پورا لحاظ رکھ کر قوانین کا بتدریج نفاذ کیا۔

اس بات کے ثبوت میں ایک اور اہم نکتہ یہ ہے کہ قرآن نے ہر شرعی حکم کے ساتھ اس کی علّت اور اس کے محرّکات کا بیان بھی کیا ہے وہ یہ نہیں چاہتا کہ لوگوں پہ قانون مسلّط کر دے اور حکم دے دے کہ بس یہ تمہارا قانون ہے۔ اب اسے مانے بغیر چارہ نہیں۔ یہی تمہاری زندگی کی بنیاد ہونا چاہیے۔ اس کا اسلوب یہ ہے کہ وہ پہلے لوگوں کو مطمئن کرتا ہے تاکہ وہ برضا و رغبت اس قانون کو قبول کر لیں۔ اس لیے قرآن میں احکام کی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً ارشاد ہے

یسئلونک عن المحیض قل ھو اذًی
فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن
حتّی یطھرن ع۲ (پ۲ سورہ البقرہ ع۲ آیت ۲۲۲)

ترجمہ: آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہ دیجئے یہ گندگی ہے لہٰذا تم عورتوں سے دور رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں۔

یہ تحریم کی وجہ کا بیان ہے کہ یہ گندگی ہے جس سے طبیعت کو انقباض محسوس ہوتا ہے اور جسم کو ضرر پہنچتا ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کو یہ حکم دیتے ہوئے کہ وہ ازواج مطہرات سے صرف پردہ کے پیچھے سے بات کر سکتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ذالکم اطھر لقلوبکم وقلوبھنّ
(پ۲۲ سورۃ احزاب ع۲۳ آیت ۵۳)

ترجمہ: یہ طریقہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے پاکیزہ ہے۔

صرف یہ حکم نہیں دے دیا گیا کہ یہ میرا حکم ہے اور تمہیں اس کی تعمیل کرنا ہے۔ جس چیز سے میں روک رہا ہوں اس سے باز رہو کیونکہ میں خدا ہوں اور میرا یہ حق ہے کہ اپنے اقتدار اور جبروت سے کام لے کر تمہارے لیے قانون بناؤں۔ بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ بندوں کو مطمئن کرتا ہے کہ میں نے یہ قانون کیوں بنایا ہے اور یہ حکم کیوں دیا ہے علّت کی یہ وضاحت قرآن کے تمام یا اکثر احکامات کے ساتھ موجود ہے۔

ابن قیّم لکھتے ہیں اگر وہ احکام جن کی علّت بیان کی گئی ہے دس بیس یا سو دو سو ہوتے تو ہم ان کو جمع کر دیتے لیکن تشریعات

اخبار اور عقائد کے متعلق ایسی آیات کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے اور ہم اس کتاب میں ان سب کا بیان نہیں کر سکتے۔

ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن ولأمة مؤمنة خير من مشركة ولو أعجبتكم ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا ولعبد مؤمن خير من مشرك ولو أعجبكم أولئك يدعون الى النار والله يدعو الى الجنة والمغفرة باذنه ويبين آياته للناس لعلهم يتذكرون

(پ سورہ البقرہ ۲ آیت ۲۲۱)

ترجمہ: مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ ایک مومن غلام مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں پسند ہو۔ یہ لوگ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت و مغفرت کی طرف دعوت دیتا ہے اور لوگوں کے لیے اپنی آیات واضح کرتا ہے تاکہ وہ یاد رکھیں

شریعت کا یہ حکم ہے کہ کسی مسلمان مرد کے لیے مشرکہ سے اور مسلمان عورت کے لیے کسی مشرک سے نکاح کرنا جائز نہیں یہ حکم ایسے معاشرے سے متعلق ہے جس کا عرب میں چلن اور رواج تھا۔ ایک عرب کی زندگی قبائلی نظام میں بسر ہوتی تھی۔ ایک قبیلے کے لوگ ایک ہی خاندان کے افراد کی طرح رہتے تھے۔ کوئی قریشی ہوتا کوئی تمیمی۔ اس کا طرز فکر یہ ہوتا کہ اپنے قبیلہ کی عورت سے شادی کرنے میں مجھے بھلا کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے؟ کیا اس کا مشرکہ ہونا؟ لیکن کیا وہ میرے قبیلہ کی نہیں ہے؟ میرے چچا یا خالہ کی بیٹی نہیں ہے؟ چنانچہ یہ حکم اس پر شاق گزرنا چاہیے تھا اور ان کو مطمئن کرنا ضروری تھا اس لیے کہا گیا۔

ولأمة مؤمنة خير من مشركة ولو أعجبتكم۔

۱

اصل بات یہ ہے کہ بذاتِ خود ایمان وہ چیز ہے جس کے آگے کوئی دنیوی چیز اہمیت نہیں رکھتی مسلمان کے لیے اس کا ایمان اس کی سب سے قیمتی متاع ہے اور اس کی مشرکہ بیوی سے شرک اور بت پرستی کے ذریعہ دوزخ کی طرف لے جا سکتی ہے۔ مزید براں وہ اس کی اولاد بھی فتنہ کا باعث ہو گی۔

والله يدعوا الى الجنة والمغفرة باذنه

اگر اس کے دل میں ایمان ہے، اللہ کی محبت ہے۔ اس کی رضا کی جستجو ہے تو اسے یقین ہونا چاہیے کہ اس حرمت میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے یہ اٹکل پچو حکم نہیں ہے، پابندی برائے پابندی نہیں ہے بلکہ اس میں اس کے لیے کوئی مصلحت ہے۔

جدید قانون سازی میں توضیحی نوٹ ہوتا ہے جو اس کو نافذ کرنے کی غرض، اس سے حاصل ہونے والے فوائد اور نتائج و اثرات پر روشنی ڈالتا ہے یہ چیز اب شروع کی گئی ہے سینکڑوں سال سے شریعت اسلامیہ اس طریقہ عمل کا آغاز کر چکی تھی۔ آپ غور کرنے پر ہر حکم میں کسی نہ کسی طرز کی علت پا سکتے ہیں۔

بقیہ: علم و حکمت اور فقہ

نے فرمایا اللہ تعالے نے فرمایا اللہ تعالے کی عبادت اس سے بہتر نہیں کی جا سکتی کہ اس کے دین کی سمجھ پیدا کی جائے۔ اور ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ بھاری ہے اور ہر چیز کا ستون ہوتا ہے اور اس دین کا ستون فقہ ہے اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ ایک گھڑی بیٹھ کر دین کا کوئی مسئلہ سیکھ لوں بجائے اس کے کہ پوری رات عبادت کرتا رہوں۔

• ترمذیؒ اور مرہبیؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو خصلتیں کسی منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں رائے کی اچھائی اور دین کی سمجھ

• طبرانیؒ حضرت ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جب سارے لوگ کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالے علماء کو ان سے الگ کر کے فرمائیں گے اور کہیں گے اے علماء کے گروہ! میں نے تمہیں علم اس لئے نہیں دیا تھا کہ تمہیں عذاب دوں اس لئے جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

مقالہ خصوصی

عورتوں کے حقوق اور یحییٰ بختیار

(مدیر کے قلم سے)

پاکستان کے اٹارنی جنرل مسٹر یحییٰ بختیار جو حکومت پاکستان کی طرف سے قائم ہونے والی حقوق نسواں کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں نے ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے ان لوگوں پہ شدید نکتہ چینی کی جو ان کی مرتب کردہ سفارشات کو خلاف اسلام قرار دے رہے ہیں۔

ان سفارشات کے متعلق علماء کا نقطہ نظر واضح ہے کہ یہ سفارشات روح اسلام کے منافی ہیں اور ان کے مرتبین اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہیں اور یہ کہ اس کمیٹی کی مرتب کردہ سفارشات ایوب خان کے رسوائے زمانہ عائلی قوانین سے کہیں زیادہ شرمناک ہیں۔ بجائے اس کے کہ کمیٹی کے اراکین و چیئرمین اور ان کے بہی خواہ "مہربان اور بڑے" علماء کی عین حق و صواب تنقید کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے اور اس نظریاتی مملکت کے نظریہ کی لاج رکھتے ہوئے اپنی غلط سوچ و فکر کی اصلاح پہ آمادہ ہوتے الٹا انہوں نے حقوق نسواں کے نام پہ میلوں، ٹھیلوں اور جلوسوں کا سلسلہ (جس پہ ہمارا تبصرہ محفوظ ہے) حتیٰ کہ چیئرمین صاحب نے جو اٹارنی جنرل بھی ہیں اور بڑے سکہ بند مسلم لیگی۔ انہوں نے حقائق کا سامنا کرنے کے بجائے علماء پر یہ پھبتی کسی کہ یہ پاکستان کے مخالف تھے، محمد علی جناح کے دشمن تھے اور پھر دھمکی آمیز لہجہ میں کہا کہ اگر علماء نے یہ مہم بند نہ کی تو ہم کہیں گے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سوال یہ ہے کہ پاکستان کی مخالفت اور اسلام کے واضح اور صریح احکام کی مخالفت ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں؟ پاکستان کے متعلق دو رائیں تھیں۔ جس کا کسی کو انکار نہیں لیکن اس کے حق میں جو رائے تھی وہ جب جمہور نے پسند کر لی۔ تو دوسرے حضرات نے بھی خاموشی اختیار کر لی بلکہ انہی مظلوم لوگوں نے نظریہ پاکستان کو پروان چڑھانے کے لیے جد و جہد کی اور کر رہے ہیں۔ اور پاکستان کے حامیوں اور اس تحریک کے علمبردار اور قائدین کے مسلسل طرز عمل سے ملک کی جغرافیائی حدود تک سلامت نہ رہیں۔

ہم یحییٰ بختیار صاحب اور دوسرے حضرات سے گذارش کریں گے کہ وہ حقیقت پسندی سے کام لیں۔ اس قسم کی باتیں ان جیسے صاحب منصب اور ذمہ دار لوگوں کے لیے مناسب نہیں۔ پاکستان کی مخالفت ہوئی لیکن وہ بن گیا اس کے بننے کو کسی نے چیلنج نہیں کیا۔ اب اس لکیر کو پیٹنے کا کیا فائدہ؟ اصل کام ملک و ملت کی خدمت ہے اور اس کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ!

امید ہے کہ ان گذارشات پر توجہ دی جائے گی اور نہ صرف یہ کہ تحریک پاکستان کی مخالفت کا بے مقصد و بے ضرورت مسئلہ ترک کر دیا جائے گا بلکہ حقوق نسواں کمیٹی کی سفارشات پر بھی نظر ثانی کی جائے گی۔

یقین کریں

کہ نوع انسان کا اسلام سے بڑھ کر کوئی محسن نہیں اور صنف نازک پر جتنا احسان اسلام نے کیا اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ گھر کی چار دیواری سے عورتوں کو نکال کر

حقوق حقوق

کی رٹ لگانے سے حقوق نہیں ملیں گے۔ بلکہ حقوق ملیں گے تو صرف اسلام پر عمل کرنے سے! کیا اس طرف توجہ دی جائے گی؟

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴
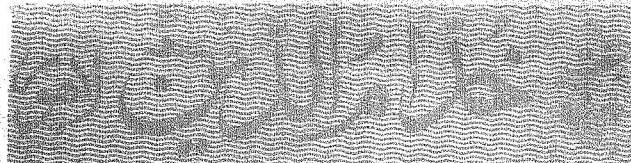
فون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹ ۱۴۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء ۲۔ پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری B.C T ۳۷-۲۲۰۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
محکمہ تعلیم ۳۔ کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۹/۲۰۶۶۲-DDA ۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۲ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ مکتوب ۳۰/۵.۳۴-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

آیت کریمہ

مورخہ ۲۸ اکتوبر
جمعرات
بعد نماز مغرب

احباب یاد رکھیں

دعائے مغفرت کی درخواست

میری والدہ محترمہ کے دو حقیقی ماموں یکے بعد دیگرے مورخہ ۲۵ ستمبر اور یکم اکتوبر ۷۶ء کو انتقال کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومین نہایت نیک نمازی اور پرہیزگار تھے۔ قارئین خدام الدین سے ان کی مغفرت اور پسماندگان کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ (عبد الحمید)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی نادر الوجود کتاب

تربیت السالک مبوب

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو حق تعالیٰ نے اس امت کے لیے مربی و مصلح بنا کر بھیجا تھا ہزاروں لاکھوں افراد جو کفر، بدعت فسق و فجور، تکبر، ریا، حسد، حرص، غصہ اور طرح طرح کے امراض کا شکار تھے حضرت کی ہدایات و تعلیمات اور اصلاحی و تربیتی نسخوں کے ذریعہ شفایاب ہو کر نہ صرف کامل بلکہ پوری امت کیلئے کامل گر اور مصلح بن گئے۔ یہ کتاب حضرت تھانویؒ کے ایسے ہی اصلاحی و تربیتی خطوط کا مجموعہ ہے اسی نام سے ایک مجموعہ ۱۳۲۰ھ سے ۱۳۳۵ھ تک کے خطوط پر مشتمل پہلے شائع ہو چکا ہے لیکن ۱۳۳۵ھ سے ۱۳۶۲ھ تک ۲۷ سال کے خطوط آج تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہو سکے تھے پہلی بار ادارہ تالیفات اشرفیہ سے شائع کیے ہیں۔ اعلیٰ کتابت عکسی طباعت سفید کاغذ سنہری دار جلد ۲۲×۱۸ سائز کے ۲۰۰ صفحے پر مشتمل کتاب۔ قیمت ۲۴/- روپے۔ تاجران کتب کو معقول کمیشن دیا جاتا ہے

ادارہ تالیفات اشرفیہ جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور

مولانا عبید اللہ انور نے [illegible] سے چھپوا کر [illegible] لاہور سے شائع کیا